ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعتہ المبارک ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۶ء شمارہ ۵۰

۲ر شعبان ۱۴۱۷ ہجری - ۱۳ر فتح ۱۳۷۵ ہجری شمسی

## اسلام کی اخلاقی تعلیم اعلیٰ درجہ کی کامل تعلیم ہے اور ہر دور اور ہر علاقے کے حالات پر چسپاں ہوتی ہے

## ہر قسم کے تعصّبات کو مٹا کر اسلام کی قطعی عدل و انصاف کی تعلیم کو اپنائے بغیر معاشرہ میں حقیقی امن قائم نہیں ہو سکتا

احباب جماعت کے ساتھ مجالس عرفان، غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب، انفرادی ملاقاتیں

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ ڈنمارک کی مختصر رپورٹ)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۶ نومبر بروز منگل بعد از نماز ظہر و عصر قریباً ڈیڑھ بجے مسجد فضل لندن سے ڈنمارک اور سویڈن کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضور ایدہ اللہ نے تمام حاضر احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور اجتماعی دعا کروائی۔ برطانیہ کی بندرگاہ Harwich سے بذریعہ فیری سمندر کراس کرنے کے بعد ۲۷ نومبر کو قریباً پونے دو بجے قافلہ ڈنمارک کی بندرگاہ EsBjerg پہنچا اور پھر اسی شام مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں حضور ایدہ اللہ کی آمد ہوئی جہاں احباب جماعت اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ باقی اگلے صفحہ پر

## اس دور کا انقلاب اخلاق حسنہ سے وابستہ ہے

### ایم ٹی اے کی وجہ سے اللہ کے فضل سے ہماری نئی نسلوں کے ذوق سدھر رہے ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۹ر نومبر ۱۹۹۶ء)

لندن (۲۹ر نومبر): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بیت الحمد مالمو، سویڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الانعام کی آیات ۱۰۵ تا ۱۰۷ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس وقت یہ خطبہ ایم ٹی اے کی طرف سے سویڈن کی ٹیلی ویژن براہ راست اٹھا رہی ہے۔ یہ جو عالمی رابطے ہیں یہ اس دور کی خاص اللہ کی رحمت ہے۔ اتنے حیرت انگیز فوائد ایم ٹی اے کے ہمارے سامنے آئے ہیں کہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی برکتیں سامنے آئیں گی اور ضرورت کتنی تھی اس کا بھی اندازہ نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی ضرورت حقہ تھی کہ اگر خدا تعالیٰ زبردستی اس طرف ہمیں انگلی پکڑ کر نہ لے جاتا تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں اور اس وقت رکھتے بھی نہیں تھے۔ پھر اللہ نے ایسی استطاعت بڑھائی کہ ۲۴ گھنٹے مسلسل ایم ٹی اے اسلام کا پیغام بھجوا رہی ہے۔ یہ وہ کام ہے جو بڑی بڑی حکومتوں کو اس کی طاقت نہیں تھی۔

حضور نے فرمایا کہ تھوڑی تھوڑی نیکیاں چکھا چکھا کر ساری دنیا میں نیکیوں کو آگے بڑھانا یہ ہمارا مقصد ہے۔ جب نیکی کی عادت پڑ جائے تو اس میں زیادہ پختگی ہوتی ہے۔ ایم ٹی اے کی وجہ سے اللہ کے فضل سے ہماری نئی نسلوں کے ذوق سدھر رہے ہیں۔ ہمارے پروگراموں میں سچائی، سادگی اور فطری جذب ہے۔ کوئی ایکٹنگ نہیں ہے۔ بچے جب ان پروگراموں کے عادی بنتے ہیں تو بنتے چلے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ خطبہ جو یہاں سے نشر کیا جا رہا ہے۔ یہ کل عالم میں احمدیت کی یک جہتی اور یکجان ہونے کا بڑا زبردست ثبوت ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ اور بھی ہماری یک جہتی کو بڑھائے۔ تمام دنیا سے ایک مزاج کے ایسے لوگوں کا ابھرنا لازم ہے جو ایک دماغ سے تعلق رکھتے ہوں۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کے حوالے سے بتایا کہ میرے نزدیک اس دور کا سب سے اہم تقاضا اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی دنیا کو اس وقت ضرورت ہے۔ اس دور کی کایا پلٹی جائے گی تو اعلیٰ اخلاق کے کارناموں سے پلٹی جائے گی۔ اس لئے ایک ہی پروگرام ہے کہ اپنے اخلاق کو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق بنائیں۔

حضور نے فرمایا کہ بد سے بد سوسائٹی میں بھی دل کے اندر کی آواز یہی ہے کہ کاش اس ماحول کو حسن خلق روشن کر دیتا۔ دل کی اس آواز کو انبیاء کے خلق ابھارتے ہیں اور بالآخر دل کے اندر کی یہ آواز جیتا کرتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

## مختصرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کا ایک حصہ اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعتوں کا دورہ کرنا اور حسب حالات ان کی اہم تقریبات میں شمولیت کرنا ہے۔ یہ دورہ جات ان جماعتوں میں غیر معمولی بیداری اور مستعدی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ۲۶ نومبر بروز منگل حضور انور ڈنمارک اور سویڈن کے دورہ پر بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ ۲۹ نومبر کو خطبہ جمعہ مالمو سویڈن سے براہ راست عالمگیر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ نشر ہوا۔ ہر دو ممالک کے دورہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۵ دسمبر کو بخیر و عافیت واپس لندن تشریف لائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو تمام مہمات دینیہ عالیہ میں عظیم الشان کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

### ہفتہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچوں کی کلاس ہوئی۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اسی بچے نے ترجمہ بھی کیا۔ پھر ایک بچی نے درثمین سے ایک نظم پڑھی۔ ایک بچے نے گزشتہ کلاس میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں تقریر کی تھی اس کا دوسرا حصہ آج کی کلاس میں پڑھا۔ حضور انور نے ساتھ ساتھ سمجھایا کہ ان کو حضورؑ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کا بہت اچھا طریقہ آتا تھا۔ ایک بچے کے سوال پر حضور انور نے بتایا کہ حضرت مولوی صاحبؓ کو شوگر کی تکلیف تھی جو کہ بعد میں کینسر کی شکل بن گئی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے وہ جلدی ٹھیک ہو گئے۔ پھر ان کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی زندگی ختم ہونے کی اطلاع کر دی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں بھی تفصیل سے سمجھایا اور وصیت کے بارہ میں بھی تفصیلات بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب سب سے پہلے شخص تھے جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

بعد ازاں ایک بچی نے درثمین کی نظم اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ حضور انور نے تلفظ کی درستی فرمائی۔ ایک بچے نے تقریر کی صورت میں اپنے ربوہ سے قادیان تک جانے کے حالات سنائے۔

### اتوار ۲۴ر نومبر ۱۹۹۶ء:

آج کے دن حضور انور نے انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ پروگرام ملاقات میں شمولیت فرمائی۔ اور ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسئلہ کفارہ۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی کو قبول کیوں نہیں کرتے؟

☆ روح کا مسئلہ مختلف مذاہب میں بیان ہوا ہے۔ اس بارہ میں اسلامی نظریہ کیا ہے؟ ہندوؤں کے مطابق روح ابدی ہے؟

☆ کیا ہم کرسمس کے موقع پر کرسمس کارڈز بھیج سکتے ہیں اور ان کی پارٹیوں میں شامل ہو سکتے ہیں؟

☆ انسان کو عبادت کی قابلیت خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ لیکن حیوانوں کو یہ قابلیت کیوں نہیں دی گئی؟

☆ مغربی دنیا کے خیال میں اسلام میں عورت کے مقام کو غلط طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے؟

☆ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے؟

☆ فرشتوں کے متعلق اسلامی نظریہ کیا ہے؟

### سوموار و منگل، ۲۵ر و ۲۶ر نومبر ۱۹۹۶ء:

ان دو دنوں میں حضور انور نے ترجمۃ القرآن کی کلاسز لیں۔ یہ کلاسز نمبر ۱۶۳ اور ۱۶۴ تھیں۔ پہلے دن حضور انور نے سورہ طٰہٰ کی آیات ۴۸ تا ۷۷ تک کی تلاوت اور ترجمہ کے ساتھ ضروری نکات کی تفسیر بیان فرمائی۔ دوسرے دن اسی سورت طٰہٰ کی آیات ۷۸ تا ۱۱۸ کی تلاوت اور ترجمہ کے ساتھ ضروری نکات کی تفسیر بیان فرمائی۔ اور وقت ختم ہونے کی وجہ سے آیت ۱۰۵ تک کی تفسیر بیان فرمائی۔

### بدھ و جمعرات، ۲۷ر و ۲۸ر نومبر ۱۹۹۶ء:

حضور انور چونکہ ان دنوں لندن سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے اس لئے پروگرام

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

## بقیہ صفحہ اول

نماز مغرب و عشاء کے بعد مسجد میں مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں احباب نے مختلف سوالات دریافت کئے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا دوسرے سیاروں پر کوئی مخلوق ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں مختلف مجالس سوال وجواب میں کئی مرتبہ اس کا جواب دے چکا ہوں۔ آپ کا یہ سوال بتاتا ہے کہ کہ ایم ٹی اے کے پروگرام آپ کے ہاں زیادہ مقبول نہیں ہیں اور ان سے پوری طرح استفادہ نہیں کیا جاتا۔ حضور نے سائل سے فرمایا کہ آپ لندن میں شیخ بشارت احمد صاحب سے شعبہ آڈیو ویڈیو میں رابطہ کریں۔ وہ آپ کو بتائیں گے کہ کس کس آڈیو یا ویڈیو کیسٹ میں اس سوال کا جواب موجود ہے اور پھر متعلقہ کیسٹ لے کر سنیں۔

حضور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگرام دنیا بھر میں بہت مقبول ہو رہے ہیں اور عربوں کی بھی اس میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ خصوصیت سے وہ "لقاء مع العرب" پروگرام میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کو چاہئے کہ وہ عربوں تک رسائی کریں۔ ان کے رسالوں میں ایم ٹی اے کے متعلق چھوٹے چھوٹے اعلان دیں کہ اب ایم ٹی اے کی نشریات فلاں سیٹلائٹ پر آتی ہیں اور اسے دیکھنے کے لئے آپ کو فلاں سمت میں فلاں ڈگری پر اپنے ڈش انٹینا کا رخ کرنا ہوگا۔ حضور نے بتایا کہ عربوں کے لئے اس پروگرام میں مزید وسعت دی جائے گی اور اس کا دورانیہ بھی بڑھایا جائے گا، انشاء اللہ۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ قیامت کے متعلق مختلف توجیہات پیش کی جاتی ہیں۔ اگر کائنات بالکل ختم ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اظہار کیسے ہوگا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ قیامت کا لفظ انقلاب عظیم کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ ایک موت کے بعد دوسری زندگی کے آغاز کے لئے بھی قیامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کے لئے یہ کائنات مر جاتی ہے ان معنوں میں ہر شخص کی موت کے ساتھ اس کی قیامت آجاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم جہاں انسانی زندگی کے خاتمہ کا اعلان فرماتا ہے وہاں ایک اور قسم کی زندگی کے اس زمین پر جاری ہونے کا بھی اعلان فرماتا ہے۔ خواہ وہ اسی زندگی کی اگلی سٹیج ہو یا کسی اور ذریعہ سے وجود میں آئے اور ان کے متعلق بتاتا ہے کہ وہ تم سے بہتر اور زیادہ عمدگی سے خدا کے حکموں پر عمل کرنے والے ہونگے۔ پھر قرآن کریم بتاتا ہے کہ ساری کائنات کا خاتمہ ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرماتا ہے کہ ایک نئی خلق، نئی کائنات کا آغاز ہوگا۔ اس لئے یہ سوال کہ خدا کائنات کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ یہ کہنا کہ ہم خدا کو جانتے ہیں اور اگر ہم نہیں ہونگے تو خدا نہیں ہوگا یہ بالکل غلط بات ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ سوال فلاسفرز کو بہت بے چین رکھتا ہے لیکن قرآن کریم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "الحمد للہ رب العالمین"۔ اگر سب باشعور ختم بھی ہو جائیں تو عالم ختم نہیں ہوتے اور اللہ رب العالمین ہے۔ حضور نے لفظ عالم کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے وجود کے خاتمہ کے ساتھ تمام عالم ختم نہیں ہوتا۔ پھر انسان کا تصور کائنات اتنا محدود ہے کہ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ صرف خدا کا علم ہی ہے جو حقیقی اور کامل علم ہے اور کوئی چیز اس کی نظر سے مخفی اور اوجھل نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم خدا پر اس لئے ایمان نہیں رکھتے کہ ہم اشیاء کو دیکھتے ہیں بلکہ ہم اس لئے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اشیاء کو دیکھتا ہے اور وہ ہم تک پہنچ کر اپنے وجود کو ہم پر آشکار فرماتا ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ "لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار"۔

اس تعلق میں ایک اور دوست کے سوال پر حضور نے فرمایا کہ مخلوق کی حرکت کا نام وجود ہے مگر خدا کا وجود ایسی حرکت سے پاک ہے۔ وہ اصل موجب اور موجود اور محرک ہے۔ وہ وقت کا خالق ہے اور ہر قسم کے تغیرات سے پاک ہے۔ وقت کی نسبتیں ہماری تبدیلی یا تغیر سے قائم ہوتی ہیں۔

ایک سائل نے ڈنمارک میں بڑھتے ہوئے ریس ازم (Racism) کا ذکر کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ریس ازم ان لوگوں کے دلوں میں دبے ہوئے اس احساس برتری سے نکلا ہے جو پہلے شمال اور جنوب کے پولارائزیشن کی وجہ سے دبا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایک دفعہ ریس ازم نے سر اٹھایا تو یہ نازی ازم سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ ان لوگوں سے ملیں اور انہیں بتائیں کہ ہم کون ہیں اور اپنے حسن اخلاق سے انہیں تبدیل کریں۔ اگر آپ کے خلاف رد عمل ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے حسن سے ان کو متعارف نہیں کرایا۔ حضور نے فرمایا کہ عالمی حسن کا مرکز خدا کی ذات ہے۔ اگر آپ خدا کے حسن کو اپنی ذات میں، اپنے کردار میں جلوہ گر کریں تو ناممکن ہے کہ آپ کا ماحول اسے نظر انداز کر سکے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا اعلان فرمایا تو سارا عرب آپ کے خلاف ہو گیا لیکن چونکہ آپ کی ذات میں خدائی صفات جلوہ گر تھیں اس لئے سارا عرب آپ کے حسن کا شکار ہو گیا اور دیوانہ وار اپنی جانیں آپ کی خاطر فدا کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سوسائٹی کے حالات کا تجزیہ بھی کریں لیکن آپ یہ جنگ اس حسن کے ساتھ ہی جیت سکتے ہیں۔ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر آپ ڈنمارک کی گلیوں میں خدا کے نمائندہ بن کر چلیں۔

اس مجلس میں فرشتوں کے وجود کے متعلق بھی ایک سوال ہوا۔ چند دیگر سوالات یہ تھے۔:

☆ کیا عورتیں مرنے کے اپنے اعضاء Donate کر سکتی ہیں؟ ☆ مغرب کی فرض نماز میں تین رکعتیں کیوں ہیں؟

☆ کیا کارٹون بنانا حرام ہے؟ یہ مجلس سوا نو بجے تک جاری رہی۔

## ۲۸ نومبر ۱۹۹۶ء

آج صبح ساڑھے نو بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک چالیس خاندانوں کے قریباً دو صد افراد نے حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں بوزنین اور البانین احمدیوں کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ میں البانین سے بہت خوش ہوں کہ وہ جہاں بھی ہیں اسلام کے بہت وفادار ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان کی توجہ کثرت کے ساتھ احمدیت کی طرف ہوئی ہے۔ حضور نے خصوصیت سے البانین احمدیوں کی اسلام سے محبت اور وفا اور قربانی اور اسلامی اقدار سے وابستگی کے جذبہ کو سراہا۔ حضور نے فرمایا کہ بوزنین کو لمبا عرصہ نہایت ظالمانہ طور پر اسلام سے دور رکھا گیا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ جو بوزنین باہر آئے ان میں سے اکثر صرف نام کے مسلمان تھے۔ انہیں جب یورپ میں چرچوں میں جگہ دی گئی تو کئی ایک نے اپنے کلچر کو بدل لیا۔ حضور نے فرمایا میں بوزنین پر تنقید نہیں کر رہا بلکہ اس طرف توجہ پھیر رہا ہوں کہ وہ گھروں سے نکالے گئے اس کا بدلہ خدا نے احمدیت کے ذریعہ انہیں حقیقی اسلام عطا کیا۔ اب وہ اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں تو انہیں اسلام کو فراموش نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اسلام کی نعمت عطا کی۔

اس ملاقات کے اختتام پر حضور نے تمام البانین مردوں اور بچوں کو شرف مصافحہ و معانقہ عطا فرمایا اور ان کی خواہش پر ان کے ساتھ تصاویر کھنچوائیں۔

شام چار بجے حضور ایدہ اللہ نے بچوں کی ایک کلاس لی۔ حضور نے بچوں سے بنیادی دینی معلومات کا جائزہ لیا تو اکثر بچے اس میں فیل ہوئے۔ اسی طرح بعض بچوں کو اپنے دادا اور نانا کا نام بھی نہیں آتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ایسے معاشرہ میں جہاں باہر کی طرف بہت کشش ہے اگر ان کی رسیاں اپنے ماضی میں مضبوط نہ ہوں تو ان کے بھٹکنے کا خطرہ ہے۔

اس مختصر سی کلاس کے بعد ینگ لجنہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ جس میں بچیوں نے حضور سے بعض سوالات دریافت کئے۔ چند ایک سوالات یہ تھے۔

☆ کیا شادی کرنی ضروری ہے؟ ☆ جس نے خودکشی کی ہو کیا اس کی نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

☆ کیا مرنے کے بعد انسان اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کے ساتھ اکٹھا ہو سکتا ہے؟

حضور نے فرمایا کہ ہر شخص مرنے کے بعد اپنا بوجھ خود اٹھائے گا۔ اس کے بعد اگر ماں باپ جنت میں جائیں اور اولاد بھی جنت میں ہو لیکن ان کے مراتب مختلف ہوں اور اوپر کے درجہ والے اپنے نیچے کے درجہ والے عزیزوں سے ملنے کی خواہش کریں تو خدا تعالیٰ اس نیچے کے مقام والے جنتیوں کے مقام کو بلند فرما کر اوپر والے درجہ کے عزیزوں سے ملا دے گا۔

☆ قرآن شریف میں ہے کہ شہید کو مردہ نہ کہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد وہ سبز رنگ کے پرندے بنتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ مزید سوالات یہ تھے. ☆ قائداعظم کا جنازہ سر ظفر اللہ خان صاحب نے کیوں نہیں پڑھا تھا؟

☆ سلمان رشدی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

☆ حضرت آدم و حوا کے متعلق بائبل میں لکھا ہے کہ وہ آسمان پر جنت میں رہتے تھے؟

اس پر حضور نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بائبل میں بہت سی لغو اور نامعقول باتیں لکھی ہیں۔ یہ کہانی بھی اسی طرح لائق اعتبار نہیں۔ مثلاً بائبل میں لکھا ہے کہ شیطان سانپ کی صورت میں آیا اور کہا کہ اس درخت کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ گے اور خدا کی طرح ہو جاؤ گے جبکہ خدا نے کہا کہ اگر تم کھاؤ گے تو مر جاؤ گے۔ پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا تو وہ باشعور ہو گئے اور خدا نے کہا کہ یہ تو ہمارے جیسا ہو گیا۔ اب اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ یہی کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹا نکلا اور شیطان سچا۔ یہ کہانیاں بالکل لغو اور نامعقول ہیں۔

۲۸ نومبر بروز جمعرات مسجد نصرت کوپن ہیگن کے میٹنگ ہال میں شام چھ بجے پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں دو نیشنل اخباروں Berlingske Tidende اور Eksta Bladet اور ایک لوکل اخبار Hvidoure Avis کے رپورٹرز کے علاوہ نیشنل ریڈیو کی ایک نمائندہ خاتون، جیوئش ریڈیو کی ایک نمائندہ خاتون مع فوٹو گرافرز شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ لوکل کونسل کے ڈپٹی میئر اور چند ڈینش احباب بھی موجود تھے۔

ایک پریس رپورٹر نے رشدی کے معاملہ سے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا کہ رشدی کی Ghost ابھی تک یورپ کا تعاقب کر رہی ہے۔ رشدی وہ شخص ہے جس نے مزعومہ طور پر مسلمانوں میں سے ہوتے ہوئے بانی اسلام اور آپ کی ازواج مطہرات کے متعلق ایسی گندی زبان استعمال کی ہے کہ شاذ ہی کسی اور نے ایسی غلیظ زبان استعمال کی ہے۔ یہ اسلام کے خلاف ایک سازش تھی کہ اس طرح وہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان خلیج پیدا کرے۔ حضور نے فرمایا کہ میں خمینی اور دیگر بنیاد پرستوں کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتا جو اس بناء پر رشدی کی موت کا فیصلہ دیتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم انسانوں کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ توہین کی سزا اپنے ہاتھوں میں لیں۔ بنیاد پرست جو کچھ کرتے ہیں وہ قرآن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا عمل سے سند یافتہ نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ رشدی کی اس غلیظ زبان پر اسے یورپ میں داد تحسین دی جاتی ہے اور ایوارڈ دئے جاتے ہیں۔ دراصل یہ اسلام کے خلاف جو نفرت دلوں میں دبی ہوئی ہے اس کا اظہار ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان بنیاد پرست لیڈر بھی اپنی حرکتوں سے ایسا موقعہ دیتے ہیں جس سے مغرب کو اسلام پر حملہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ مذاہب کے درمیان اختلافات بھی ہیں اور مشترکہ باتیں بھی۔ ہمیں مشترک اقدار کو ابھارنے اور نمایاں کرنے پر زور دینا چاہئے۔ تمام مذاہب کی اخلاقی تعلیمات بنیادی طور پر ایک ہیں۔ ہمیں عقائد کے اختلافات پر زور دینے کی بجائے مشترکہ اخلاقی قدروں کے رواج پر زور دینا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت ڈنمارک میں ریس ازم، نسلی تعصب سر اٹھا رہا ہے اور اسے اقتصادی بحران کی وجہ سے زیادہ اچھالا جا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ نازی ازم کے تلخ پھل کھا چکے ہیں۔ نفرت ہمیشہ نفرت کو جنم دیتی ہے۔ میں محبت کی تاکید کرتا ہوں۔ چاہئے کہ تمام مذاہب مل کر محبت کا پرچار کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو ہر مسلمان کے لئے لازم ٹھہراتا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی صداقت پر ایمان لائے اس لئے کسی مسلمان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنا ایمان ضائع کرے گا۔ عیسائی مسلمانوں کو اور اسلام کو جتنا مرضی دھتکاریں اور نفرت کریں مگر کسی مسلمان کے لئے ممکن نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نفرت کرے۔ اس پہلو سے جہاں تک عیسائیت اور اسلام کے درمیان Conflict کا تعلق ہے تو اس کا آغاز عیسائیوں کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک جو نبی بھی حضرت عیسیٰؑ کے بعد آئے وہ اسے Imposter قرار دیتے ہیں۔

عورتوں کی اعلیٰ تعلیم اور گھر سے باہر کام کرنے کے بارہ میں اسلامی تعلیم کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اسلام عورتوں کو ان کی استعدادوں کی انتہا تک تعلیم دینے کا حکم دیتا ہے اور پردہ ہرگز اعلیٰ تعلیم کے حصول میں کوئی روک نہیں ہے۔ اسی طرح اسلام عورتوں کو عند الضرورت گھر سے باہر کام کاج کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن ان کی ذمہ داری نہیں ٹھہراتا۔ یہ بات ہے جسے مغرب بھولتا ہے۔ گھر کے نان و نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ عورت بنیادی طور پر گھریلو ذمہ داریوں اور بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر

# حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سیرت کے بعض حسین پہلو

[از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب (مرحوم)]

حضرت امام ابو حنیفہؒ کسی اختلافی معاملہ میں بات کرنے کا بڑا حسین سلیقہ اختیار کرتے تھے آپ کی کوشش ہوتی کہ بات واضح بھی ہو جائے اور کسی کا دل بھی نہ دکھے۔ آپ نے اس انداز کی ایک بہت عمدہ مثال بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایک سفید کپڑے کے بارہ میں چار آدمی اختلاف کریں، ایک کہے کہ اس کا رنگ سرخ ہے۔ دوسرا کہے مجھے تو سیاہ نظر آتا ہے۔ تیسرا بولے یہ تو سبز ہے تو چوتھا جو حقیقت سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ کپڑا سفید ہے اور یہ تینوں محض ضد میں آکر اور رنگ بتا رہے ہیں۔ اسے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ تم تینوں غلط کہہ رہے ہو بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جہاں تک مجھے نظر آتا ہے یہ کپڑا سفید ہے۔

امام ابو حنیفہؒ بڑے صفائی پسند تھے۔ بڑا اچھا صاف ستھرا لباس پہنتے اور دوسروں کے لئے بھی یہی پسند کرتے کہ وہ صاف ستھرے رہیں۔ آپ کی خدمت میں کچھ صاحب علم لوگ حاضر ہوئے ان میں سے ایک شخص کے کپڑے پھٹے پرانے اور میلے کچیلے تھے۔ بات چیت کے بعد جب وہ جانے لگے تو آپ نے میلے کپڑوں والے دوست سے کہا آپ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہریئے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آپ نے اس شخص کو ہزار درہم دئے کہ عمدہ نئے کپڑے خرید کر استعمال کرے۔ اس شخص نے عرض کیا میں تو کھاتا پیتا دولت مند آدمی ہوں مجھے ایسی کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کے بندے جب خدا نے آپ کو رزق دیا ہے اور خوش حال بنایا ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے اور اس فضل کا اظہار بھی ہونا چاہئے۔ اس طرح میلے کچیلے، پھٹے پرانے کپڑے پہننا تو ناشکری کی بات ہے۔ اور "و اما بنعمة ربک فحدث" کے خلاف ہے اور اس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا اظہار بھی ہونا چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ بہترین ہمسایہ اور اصلاح کا بڑا حسین ذوق رکھتے تھے۔ آپ کا ایک ہمسایہ آوارہ مزاج، شرابی اور ہنگامہ پرور تھا۔ رات اس کے ہاں اس کے شرابی دوست جمع ہوتے، رقص و سرود، شراب و کباب کی محفل جمتی، خوب ہنگامہ اور شور شرابہ ہوتا۔ امام صاحب کے لئے یہ صورت حال بڑی بے آرامی اور تکلیف کا موجب تھی، لیکن ہمسایہ سے بہتر سلوک کی ہدایت کے پیش نظر آپ نے اس کے خلاف شکایت کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ایک رات ادھر سے کوتوال شہر کا گزر ہوا اس نے جو ہنگامہ اور شور کی آواز سنی تو اندر جا کر حالات معلوم کئے اور سب کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔

دوسرے دن امام صاحب کو پتہ چلا کہ ان کا ہمسایہ گرفتار ہو گیا ہے تو آپ والی شہر کے پاس گئے اور ہمسایہ کی نیک چلنی کی ضمانت پیش کی اور اسے رہا کرا کے ساتھ لے آئے اور کہا تم شعر پڑھا کرتے تھے کہ ہمسایہ ایسا ہونا چاہئے جو وقت پر مدد کر سکے تو تم نے مجھے کیسا ہمسایہ پایا۔ اس ہمسایہ کے گھر سے اکثر یہ شعر گنگنانے کی آواز آتی رہتی تھی۔

اضاعونی و ای فتی اضاعوا
لیوم کریھة و سداد ثغر

آپ نے اس ہمسایہ کو رہا کرانے کے بعد ازراہ تلطف فرمایا " ھل اضعتک؟ امام صاحب کے اس سلوک سے وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے تمام شرارتوں سے توبہ کر لی اور امن پسند شریفانہ زندگی بسر کرنے لگا۔

امام ابو حنیفہؒ بڑے حوصلہ مند اور دانا مصلح تھے۔ دوسرے کے سخت سے سخت الفاظ اور درشت کلامی کا جواب ایسے طریق سے دیتے کہ وہ شرمندہ بھی ہو جائے اور اپنی اصلاح بھی کر لے۔ بعض اوقات فقہی مسلک میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے علماء آپ کے بارہ میں سخت الفاظ استعمال کرتے اور ان کے جاہل پیرو مخالفت کے جوش میں انتہا کو پہنچ جاتے لیکن سب آپ کی قوت برداشت اور حوصلہ دیکھ کر اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو بدعتی اور زندیق کہا آپ نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے! میرے اندر یہ بات نہیں جس کا اظہار آپ کر رہے ہیں۔ جب سے میں ایمان لایا ہوں اور اللہ کی معرفت کی نعمت مجھے ملی ہے صرف اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ دوسرے کو نہ کارساز سمجھتا ہوں اور نہ اسے خدا کا درجہ دیتا ہوں۔ کیا زندیق ایسے ہی ہوا کرتے ہیں یہ جواب سن کر وہ شخص شرمندہ ہوا معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا جو شخص ان جانے میں کوئی غلطی کرتا ہے تو توبہ پر اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ امام ابو حنیفہ مسجد میں بیٹھے تھے ایک شخص جو کسی مخالف عالم کا عقیدت مند تھا آیا اور آپ کو کوسنے لگا۔ اس کی گالی گلوچ پر آپ خاموش رہے وہ شخص اور تیز ہو گیا۔ آپ اٹھ کر جانے لگے تو آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور برا بھلا کہتا چلا گیا۔ آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو مڑ کر اس شخص سے کہا یہ میرا گھر ہے۔ اب مجھے اندر جانا ہے اگر کچھ کسر رہ گئی ہو تو نکال لو یہ نہ کہنا کہ ابھی حسرت باقی تھی۔ وہ شخص یہ سن کر سخت شرمندہ ہوا اور اپنی حرکت سے توبہ کی۔

بنو امیہ کے زمانہ میں کوفہ کا والی ابن ہبیرہ اور بنو عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے مسلسل کوشش کی کہ آپ قضاء کا عہدہ قبول کر لیں لیکن آپ کو یہ منظور نہ تھا۔ دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں سختی کی، کوڑے لگوائے، قید کیا، آپ نے سب کچھ برداشت کیا لیکن اپنے ضمیر کے خلاف اقدام پر راضی نہ ہوئے۔ ایک دفعہ آپ کی والدہ نے گھبرا کر کہا بیٹا اس علم سے آپ کو کیا ملا، مصیبتیں اور کوڑے۔ آپ نے ماں سے عرض کیا " یا اماہ انھم یریدونی علی الدنیا و انی ارید الاٰخرة و انی اختار عذابھم علی عذاب اللہ" اے ماں یہ لوگ دنیا پیش کرتے ہیں۔ میں آخرت چاہتا ہوں۔ ان کے دکھوں کو سہتا ہوں تاکہ اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ بڑے متواضع مزاج اور تقویٰ شعار بزرگ تھے۔ ایک دفعہ حاکم شہر کے پاس علماء جمع تھے کسی مسئلہ کے بارہ میں بحث چلی، ہر ایک نے جواب دیا۔ امام صاحب نے بھی اپنی رائے دی۔ ان میں ایک عالم حسن بن عمارہ بھی تھے انہوں نے جب رائے دی تو امام صاحب نے کہا یہ رائے زیادہ درست ہے، ہم سب غلط سمجھ رہے ہیں۔ حسن بن عمارہ نے یہ سن کر کہا ابو حنیفہ اگر چاہتے تو اپنی رائے پر اصرار کر سکتے تھے لیکن اپنے تقویٰ کی وجہ سے وہ حق کے سامنے جھک گئے۔

ایک دفعہ حکومت کی طرف سے آپ پر پابندی لگی کہ آپ نہ کوئی فتویٰ دے سکتے ہیں اور نہ کوئی مسئلہ بتا سکتے ہیں۔ آپ کے بیٹے حماد نے گھر میں کسی مسئلہ کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے جواب میں فرمایا مجھے حکومت نے مسئلہ بتانے سے منع کیا ہوا ہے۔ اگر حکومت کا کوئی افسر پوچھے کہ تم نے کسی کو کوئی مسئلہ بتایا تھا تو اس وقت میرا جواب کیا ہو گا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ اپنے ہم عصر علماء سے ممکن حد تک دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات رکھتے تھے۔ حضرت امام مالکؒ کا بڑا احترام کرتے۔ جب بھی ملتے مسائل دینیہ پر تبادلہ خیال رہتا۔ دوسرے اعتدال پسند علماء کے ساتھ بھی تعلقات کا یہی انداز تھا۔

امام ابو حنیفہؒ نے بڑی بےنیاز اور قناعت پسند طبیعت پائی تھی۔ ایک دفعہ ابو جعفر منصور کی ایک بیوی نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے جو جواب دیا وہ اسے اس قدر پسند آیا کہ اس نے خوش ہو کر آپ کی خدمت میں پچاس ہزار درہم، ایک لونڈی اور سواری کا گھوڑا بطور نذرانہ بھجوایا۔ لیکن آپ نے کہلا بھیجا کہ میرا فتویٰ کسی انعام کے لالچ کے پیش نظر نہ تھا۔ مجھے جو حق نظر آیا وہ بیان کر دیا چنانچہ شکریہ کے ساتھ آپ نے یہ تحفہ واپس کر دیا۔

## امام ابو حنیفہؒ کی حاضر جوابی

امام ابو حنیفہؒ بڑے حاضر جواب تھے۔ سخت سے سخت حالات میں بھی آپ ایسی بیدار مغزی کے ساتھ صورت حال سے نبٹنے کی کوشش کرتے کہ سب حیران رہ جاتے۔

آپ کے زمانہ میں خوارج کے فتنے کا خاصہ زور تھا۔ یہ لوگ عموماً اجڈ، تہور پسند اور دنگہ فساد کے لئے ہمیشہ تیار رہنے والے اور اپنے اصول کے بڑے پکے تھے۔ ایک دفعہ خوارج کا ایک گروپ اچانک کوفہ کی جامع مسجد میں آگھسا۔ امام ابو حنیفہؒ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے سب سے کہا کوئی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرے اور پورے سکون سے بیٹھا رہے۔ گروپ کا سردار آیا اور بڑی درشتی سے پوچھنے لگا آپ کون لوگ ہیں۔ امام صاحب نے برجستہ جواب دیا " نحن مستجیرون" ہم پناہ گیر ہیں۔ خارجی یہ سمجھے ان کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے جس میں آتا ہے کہ اگر کوئی مشرک تم سے قرآن کریم سننے کے لئے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو تاکہ وہ اللہ کے کلام کو سن سکے اس کے بعد ان کو پر امن جگہ ان کے گھروں تک پہنچا دو۔ بہرحال سردار نے اپنے آدمیوں سے کہا ان کو قرآن کریم سناؤ اور پھر بحفاظت گھروں تک پہنچا دو۔ اس طرح آپ کی حاضر دماغی کے طفیل نہ صرف سب کی جانیں بچ گئیں بلکہ وہ بحفاظت اپنے اپنے گھر بھی پہنچ گئے۔

ایک دفعہ کچھ خارجی آ دھمکے۔ خارجیوں کے سردار ضحاک بن قیس نے امام صاحب سے کہا کہ اگر تم تحکیم (علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان حکم مقرر کرنے کے واقعہ) کے جائز ہونے کے قائل ہو تو اس عقیدہ سے توبہ کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کرتے ہیں۔ امام صاحب نے جواب میں فرمایا زبردستی کرنا چاہتے ہو یا دلیل سے بات کرنے کا موقع دو گے۔ اس نے کہا ہاں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔ آپ نے کہا یہ کون فیصلہ کرے گا کہ دلیل ٹھیک ہے یا غلط۔ اس نے کہا کسی کو ثالث مان لیتے ہیں۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے تمہارے ہی گروہ کے فلاں آدمی کو ثالث مان لیتے ہیں۔ ضحاک نے کہا ٹھیک ہے۔ اب اپنی دلیل پیش کرو۔ آپ نے برجستہ جواب دیا اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو گی کہ آپ نے خود ثالثی کی تجویز کو تسلیم کر لیا ہے اور اسی کا نام تحکیم ہے۔ ضحاک شرمندہ ہو کر چپ کا چپ رہ گیا۔

ایک دفعہ خوارج ہی کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا، تلواریں ہاتھ میں تھیں۔ وہ چونکہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر اور دائمی جہنمی سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم سے دو سوال پوچھتے ہیں ان کا جواب دو ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا سوال کیا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے بہت شراب پی لی اور مدہوشی کی حالت میں ہی مر گیا۔ ایک عورت نے زنا کیا، حاملہ ہوئی اور زچگی کے دوران ہی مر گئی۔ بتاؤ کیا یہ دونوں مسلمان ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا وہ یہودی تھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ کیا وہ عیسائی تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ کیا وہ مجوسی تھے؟ انہوں نے کہا مجوسی بھی نہیں تھے۔ آپ نے پوچھا پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا وہ مسلمان تھے۔ آپ نے برجستہ کہا "قد اجبتم" جواب تم نے خود دے دیا۔ یعنی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے ہم بھی مسلمان ہی کہیں گے۔ وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگے اچھا یہ بتاؤ کہ یہ جنتی ہیں یا دوزخی۔ آپ نے کہا میرا جواب وہی ہے جو ابراہیمؑ اور مسیحؑ کا تھا۔ ابراہیمؑ نے کہا تھا "فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم" (سورہ ابراہیم: ۳۸)۔ (یعنی جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والا، بار بار رحم کرنے والا ہے)۔ اور مسیحؑ نے کہا تھا "ان تعذبھم فانھم عبادک و ان تغفر لھم


الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)



ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل
کی سالانہ زر خریداری
برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

فانک انت العزیز الحکیم" (سورہ المائدہ.١١٩)۔ (یعنی اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو یقیناً تو غالب بزرگی والا، حکمت والا ہے)۔ یہ جواب سن کر وہ شرمندہ واپس چلے گئے۔

ایک دفعہ امام ابو حنیفہؒ ابو جعفر منصور کے دربار میں گئے وہاں منصور کا ایک درباری سردار ابوالعباس طوسی بھی بیٹھا تھا جو امام ابو حنیفہؒ سے دشمنی رکھتا تھا۔ اسے شرارت سوجھی اور دل میں کہا آج اسے سزا دلوا کر چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے منصور کے سامنے ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ امیرالمومنین ایک شخص کو بلاتے ہیں اور اسے فرماتے ہیں فلاں شخص کی گردن اڑا دو جبکہ اسے معلوم نہیں کہ اس شخص کا قصور کیا ہے۔ کیا وہ حکم کی تعمیل کرے؟ امام صاحب اس شرارت کو سمجھ گئے اور اس سے پوچھا آپ کے نزدیک امیرالمومنین انصاف اور حق کی بنا پر حکم دیتے ہیں یا ناحق بلاوجہ دوسروں کی گردنیں اڑانے کا شوق رکھتے ہیں۔ اس مقابل سوال پر ابوالعباس طوسی گھبرا گیا اور فوراً اس کے منہ سے نکلا امیرالمومنین کا حکم حق پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ اس پر آپ نے کہا کہ درست حکم کی تعمیل ہونی چاہئے۔

ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ کے حق میں وصیت کی جبکہ آپ موجود نہ تھے۔ حسب قاعدہ وفات کے بعد اس شخص کی جائیداد قاضی کے قبضہ میں آگئی۔ امام صاحب جب آئے تو انہوں نے نالش کی اور قاضی کے سامنے صورت حال کی وضاحت کی۔ چنانچہ گواہوں نے گواہی دی کہ واقعی اس شخص نے ان کے سامنے ابو حنیفہؒ کے حق میں وصیت کی تھی۔ اس پر قاضی نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ قسم کھا سکتے ہیں کہ گواہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ میں خود تو موقع پر موجود نہ تھا قسم کیسے کھا سکتا ہوں۔ قاضی صاحب نے کہا تو بس آپ مقدمہ ہار گئے۔ آپ بڑے قیاس مشہور تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ قاضی ان کی اہلیت قیاس کا امتحان لے رہا ہے تو آپ نے قاضی سے کہا ایک اندھے آدمی کو کوئی شخص مارتا ہے، زخمی کرتا ہے، گواہ گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے مارا ہے اور ہم اس وقت وہاں موجود تھے اور اسے مارتے دیکھ رہے تھے کیا آپ اندھے کو قسم دلائیں گے کہ گواہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ قاضی امام صاحب کی حاضر جوابی اور قوت قیاس کی مثال دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا اور امام صاحب کے حق میں فیصلہ صادر کیا۔

## موصیان کرام توجہ فرمائیں

ہر سال کے آخر پر دفتر وصیت سے اپنی آمد کی حساب فہمی کرانی ضروری ہے۔ دفتر کی طرف سے باقاعدہ ادائیگی کا گوشوارہ تصدیق فارم ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر موصی/ موصیہ کا اولین فرض ہے کہ گوشوارہ اور آمد کی تصدیق کر کے فوری جواب سے مطلع فرمائیں تا بقایا/ فاضلہ کا تعین ہو سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

کوفہ میں ایک دیوانی عورت ام عمران بازار میں ادھر ادھر گھومتی رہتی تھی۔ ایک شخص نے اسے چھیڑا اور تنگ کیا وہ غصہ سے بے قابو ہو کر گالیاں دینے لگی اور اسے "یاابن الزانیین" کا طعنہ دیا کہ تم دو زانیوں کی اولاد ہو۔ تمہارا باپ بھی زانی اور تمہاری ماں بھی زانی۔ یہ واقع جامع مسجد کے سامنے بازار میں ہوا تھا اور کوفہ کے قاضی ابن ابی لیلیٰ خود اس ہنگامہ کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے عورت کو پکڑ لینے کا حکم دیا اور سزا کے طور پر اسے ڈبل کوڑے لگوائے۔ امام ابو حنیفہؒ کو جب اس فیصلے کا علم ہوا اور غریب عورت پر ظلم کے بارہ میں سنا تو آپ سے رہا نہ گیا۔ فیصلہ پر تنقید کی اور فرمایا قاضی سے اس فیصلہ میں کئی غلطیاں ہوئی ہیں مثلاً یہ کہ:

١۔ یہ عورت دیوانی ہے اور دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے اسے سزا نہیں دی جا سکتی۔

٢۔ مسجد کے اندر سزا دی ہے۔ والحدود لا تقام فی المساجد۔ مسجدیں سزا کی جگہ نہیں۔

٣۔ جب عورت کو کوڑے لگوائے گئے تو وہ کھڑی تھی حالانکہ عورت کو بٹھا کر سزا دیتے ہیں۔ کھڑا کر کے عورت کو سزا دینا منع ہے۔

٤۔ قاضی نے عورت کو دو جرموں کا مرتکب قرار دے کر دہری سزا دی ہے حالانکہ ایک سزا کافی تھی کیونکہ اگر ایک آدمی ایک پوری جماعت پر تہمت لگائے تو سزا ایک دفعہ ہی دی جائے گی یعنی صرف اسی کوڑے لگیں گے۔

٥۔ قاضی نے دونوں سزائیں اکٹھی دی ہیں حالانکہ ایسی دو سزاؤں کے درمیان جو حد کے طور پر دی جاتی ہیں کچھ دنوں کا وقفہ ہونا چاہئے تاکہ پہلی سزا کے زخم مندمل ہو جائیں۔

٦۔ جن پر تہمت لگی ہے یعنی جن کو زانی کہا گیا ہے ان کا مقدمہ اور سزا کے وقت موجود ہونا ضروری ہے اور ان کا بیان ہونا چاہئے کہ یہ الزام تہمت ہے اس میں کوئی سچائی نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کیس میں ایسا نہیں ہوا۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ نے اس بارہ میں والی شہر کے پاس شکایت کی کہ ابو حنیفہؒ ان کے فیصلوں پر تنقید کرتے ہیں اور توہین عدالت کے مرتکب ہوئے ہیں چنانچہ والی نے آپ پر کچھ عرصہ کے لئے پابندی لگا دی کہ وہ نہ کوئی فتویٰ دے سکتے ہیں اور نہ کسی مسئلہ کا جواب دے سکتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ شرعی مسائل پر تنقید کو جائز سمجھتے تھے۔ تنقید کرتے بھی تھے اور تنقید سنتے بھی تھے۔ اس زمانہ میں ایک مشہور قاضی "شریک" آپ کے سخت خلاف تھے۔ ایک دفعہ قاضی شریک کے سامنے یہ سوال آیا کہ ایک شخص کو شبہ ہے کہ آیا اس نے بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ قاضی شریک نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور پھر رجوع کرے تاکہ اس کے دل کا تردد دور ہو جائے۔ امام ثوری نے کہا طلاق کی ضرورت نہیں خاوند کا ارادہ ہی رجوع کے مترادف ہے۔ امام زفر نے

قاضی ابن ابی لیلیٰ جب والی کے دربار سے باہر آئے تو انہوں نے قاضی ابن شبرمہ سے کہا اس پاولی اور جلاہے کے بچہ کو دیکھو کیسے سبقت لے گیا ہے۔ ابن شبرمہ نے جواب دیا پاولی اور جلاہا تو وہ ہے جس سے چند سطریں بھی نہ لکھی جا سکیں اور غصہ میں آپے سے باہر ہو کر علماء کو گالیاں دے رہا ہے۔

مخالفین کی طرف سے آپ کو کئی قسم کی گالیاں دی جاتی تھیں، آپ پر اعتراض کئے جاتے۔ کوئی کہتا اس کو عربی نہیں آتی، علم حدیث سے بے بہرہ ہے۔ کسی کو اعتراض تھا مرجئہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے، اعمال کی اہمیت نہیں مانتا، وہ شیعہ ہے، اہل بیت کی محبت کا دم بھرتا ہے، یہ زندیق ہے کافر اور یہودی ہے۔ ہزاروں اعتراض ہوئے لیکن خدا جس کو بڑھانا چاہے اور جس کو نوازے اسے کون گرا سکتا ہے۔ برا کہنے والے مٹ گئے، ان کا کوئی نام بھی نہیں جانتا لیکن امام صاحب اور ان کے لائق شاگرد اب بھی قابل احترام بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ایک دنیا ان کی عقیدت مند ہے۔

ایک دفعہ قاضی القضاۃ حضرت امام یوسفؒ سے پوچھا گیا آپ کو عظیم ترقیات ملیں کیا اب بھی کوئی تمنا باقی ہے۔ آپ نے جواب دیا دو تمنائیں ہیں ایک حضرت مسعر بن کدام جیسا زہد نصیب ہو۔ دوسرے امام ابو حنیفہؒ جیسا فقیہہ بننا قسمت میں لکھا ہو۔ ہارون الرشید نے یہ جواب سن کر کہا یہ تو خلافت کی تمنا سے بھی بڑی تمنا ہے۔

## امام ابو حنیفہؒ کی عظمت

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ایک عظیم فقیہہ، بے مثال امام اور بڑی کامل شخصیت کے مالک بزرگ تھے۔ امت نے آپ کو امام اعظم کا لقب دیا اور آپ اس لقب کے بجا طور پر مستحق تھے۔ عمر کے لحاظ سے بھی تمام مشہور ائمہ فقہ سے بڑے تھے۔ آپ فرمایا نکاح تو یقینی ہے اور شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ حسب سابق اس کی بیوی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کو جب ان آراء کے بارہ میں علم ہوا تو آپ نے فرمایا زفر کی رائے اصول فقہ کے مطابق ہے۔ سفیان ثوری کا فتویٰ تقویٰ پر مبنی ہے اور شریک کی تجویز تو ایسی ہے جیسے کوئی فتویٰ پوچھے کہ مجھے شک ہے کہ میرے کپڑوں پر پیشاب کے چھینٹے پڑے ہیں یا نہیں وہ کیا کرے۔ تو اسے جواب دیا جائے کہ پہلے اپنے کپڑوں پر پیشاب کر دو اور پھر ان کو دھو لو۔

قاضی شریک کو امام صاحب کی یہ تنقید بہت بری لگی اور ہمیشہ کے لئے اپنے دل میں گرہ ڈال لی۔

قاضی شریک کے سامنے ایک مقدمہ آیا جس کے ایک گواہ نضر بن اسماعیل تھے اور دوسرے امام ابو حنیفہؒ کے بیٹے حماد۔ دونوں بڑے فقیہہ اور معزز شہری تھے لیکن قاضی شریک نے دونوں کی گواہی رد کر دی۔ نضر پر تو اعتراض کیا کہ یہ فلاں مسجد کے امام الصلوٰۃ ہیں اور تنخواہ لیتے ہیں اور حماد پر یہ اعتراض کیا کہ یہ اور ان کے والد دونوں بد عقیدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ شریر ترین اور نیک ترین انسان دونوں کا ایمان برابر ہے۔

نضر پر اعتراض کے سلسلہ میں جب ان سے کہا گیا کہ آپ بھی تو تنخواہ دار قاضی ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جب میں گواہ بن کر تیری عدالت میں آؤں تو بے شک میری گواہی رد کر دینا۔ قاضی شریک کہا کرتے تھے کہ حنفی کا وجود اسلام کی بدبختی ہے۔

## امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات

ایک دفعہ والی شہر کو ایک علمی مضمون مطلوب تھا۔ قاضی ابن شبرمہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ کافی دیر مغز ماری کرتے رہے لیکن وہ والی کی مرضی کا مضمون تیار نہ کر سکے۔ امام ابو حنیفہؒ کی طرف رجوع کیا گیا تو آپ نے نہایت جچے تلے الفاظ میں مضمون لکھوا دیا جو والی کو بے حد پسند آیا اور اس نے امام صاحب کی تعریف کی۔

کی علمی سبقت کو بھی سبھی مانتے تھے۔ تدوین علم فقہ کے آغاز کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ آپ کے حلقہ درس میں ایسے طلبہ شریک تھے جو بعد میں عظیم انسان تسلیم کئے گئے اور ان عظیم شاگردوں کو اپنے استاد کی عظمت پر فخر تھا۔ اصول کی وسعت اور تفریعات کی کثرت کے لحاظ سے بھی آپ کی فقہ ایک بحر ذخار قرار پائی۔ مختلف ادوار کی اسلامی حکومتوں نے آپ کے فقہی مسلک کو اپنایا اور اس کی سرپرستی کی۔ آپ کے پیرو بھی دوسرے ائمہ فقہ کے پیروؤں سے نسبتاً زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

> "اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ سے افضل اور اعلیٰ تھے۔ اور ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت اور عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور وہ عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے اور اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ٣ صفحہ ٣٨٥)

## احمدی طلباء و طالبات کے لئے ضروری اعلان

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں قائم معلوماتی سیل (Information Cell) کے ذریعہ احمدی طلباء و طالبات کی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے ہر قسم کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو دنیا کے مختلف ممالک میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل معلومات نظارت تعلیم ربوہ کو ارسال فرماویں۔

☆ مضامین کی گائیڈ (Subject Guide) جس سے بآسانی پتہ چل سکے کہ کون سا مضمون کس ادارہ میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ لیول پر پڑھایا جاتا ہے۔

☆ ادارہ جات کے بارہ میں معلومات جو چھپی ہوئی صورت میں ہوں۔

☆ فنانشل ایڈ کے بارہ میں معلومات، تاکہ طلبہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

(نظارت تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

# خطبہ جمعہ

# اللہ کا پیار دل میں ہو تو جتنا جتنا کائنات کے رازوں پر آپ کو دسترس ہوگی اتنا ہی خدا تعالیٰ کی محبت آپ کے دل پر غالب آتی چلی جائے گی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۵ اخاء ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد نور اوسلو (ناروے)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۱﴾
الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾
رَبَّنَآ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۚ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۱۹۳﴾
رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۴﴾
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۵﴾

(سورہ ال عمران: ۱۹۱ تا ۱۹۵)

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے جب بھی میں ناروے آتا ہوں مجھے بکثرت یاد آتی ہیں اور کوئی سفر ایسا نہیں جس میں صبح شام ذہن میں ان آیات کا مضمون نہ گھومتا ہو۔ کیونکہ جن آیات کا یعنی موسم اور حالات کے ادلنے بدلنے کا اور قدرت کے رازوں کا ذکر جو مومنوں پر کھولے جاتے ہیں ان آیات میں ملتا ہے ان کا ایک گہرا تعلق ناروے سے ہے اگرچہ دنیا کے ہر خطے سے ہے۔ اس لئے ناروے میں آکر جتنا یہ آیات یاد آتی ہیں اتنا ہی دل میں یہ تکلیف کا احساس بڑھتا ہے کہ ہم اس ملک کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکے اور جو اس ملک کا حق تھا جو اس ملک کے نمک کھانے کا حق تھا وہ ہم نے ادا نہیں کیا۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اس سفر میں جو میں چند دن کے لئے آپ سے جدا ہوا تھا اور ناروے کے بعض حصوں کا سفر کیا تھا اس میں ان آیات نے میرے ذہن اور دماغ پر قبضہ کئے رکھا۔ اور اب مجھے یہ خیال آیا کہ انہی آیات کے حوالے سے میں ان مسائل کا حل تلاش کروں جو مومن کے اندر صرف جذبات ہی کو حیرت انگیز طور پر ولولے عطا نہیں کرتیں بلکہ ذہن کو بھی تیز کرتی ہیں اور عقل کو بھی مسائل تک رسائی بخشتی ہیں۔

سب سے پہلی بات کہ وہ کیا طریق اختیار کیا جائے جس سے جماعت کے اندر ایک ولولہ پیدا ہو جائے، ایک ایسی لگن لگ جائے جس کے نتیجے میں وہ اس ملک میں اسلام پھیلانے کا حق بہرحال ادا کریں اور کوئی روکے بھی تو ان سے رکا نہ جائے انہی آیات میں موجود ہے کہ یہ جذبہ، یہ طریق، یہ جذبہ اور یہ توفیق عشق الٰہی کے بغیر مل نہیں سکتی۔ کیونکہ جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار" کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور صبح کے ادلنے بدلنے میں "لآیات لاولی الالباب" نشان تو بہت ہیں مگر عقل والوں کے لئے بکثرت نشان ہیں اور عظیم الشان نشان ہیں۔ لیکن عقل والوں کی تعریف کیا فرمائی گئی ہے۔ "الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم" عقل والے تو وہ ہیں جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر بھی اور لیٹے ہوئے بھی، بیٹھے ہوئے بھی "و علیٰ جنوبھم" اور اپنے پہلوؤں پر بھی "و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض" اس محبت کے جذبے سے جب وہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں تو بےاختیار ان کے مونہہ سے یہ دعا نکلتی ہے "ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحٰنک فقنا عذاب النار" کہ اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا۔ اتنا عظیم الشان کارخانہ ہے اتنے گہرے حکمت کے راز ہیں کہ ان پر نظر ڈال کر کوئی انسان یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ یہ سب چیزیں از خود اور بےمقصد ہوئی ہیں اور ایک اندھی EVOLUTION نے کائنات کو اس مقام تک پہنچایا جس پہ ہم دیکھ رہے ہیں اور اس مقام تک پہنچا کر زندگی کو ساتھ ترقی دیتے ہوئے اس مقام تک پہنچایا کہ وہ زندگی دیکھ سکے کہ یہ کائنات کیا ہے اور اس کا حسن کیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو کر پھر ان مومنوں کی تخلیق کرتی ہیں جن کا ان آیات میں ذکر ہے کہ جب وہ مومن جو خدا کی محبت میں مدہوش رہتے ہیں جب وہ غور کرتے ہیں تو لازماً ان کے دل خدا تعالیٰ کی محبت میں اور بھی زیادہ گھائل ہو جاتے ہیں اور لازماً ان کی توجہات زمین و آسمان کے رازوں کو سمجھنے کی طرف مبذول ہوتی ہیں اور نتیجہ سب ایک ہی نکالتے ہیں کہ "ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً" اے ہمارے رب تو نے یہ چیزیں باطل پیدا نہیں کیں۔

اس بار جب میں نے اس مضمون پر غور کیا تو ایک اور نکتہ جو سمجھ آیا وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت محض ناروے کے لئے تو پیدا نہیں کی تھیں۔ وہ بیابان عرب جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پیدا ہوئے وہ آواز جو آپؐ نے صحرائے عرب سے بلند کی وہ سب سے زیادہ ان آیات کے مطابق ایک ایسا وجود پیش کرتی ہے جو دن رات خدا کی محبت میں مبتلا تھا اور اس نے تو ان ملکوں کی سیر نہیں کی جو دنیا کی نظر میں بہت ہی خوبصورت اور غیر معمولی طور پر قدرتی نظاروں سے مزین کئے گئے ہوں۔ اس نکتے پر غور کرتے ہوئے مجھے اپنا بچپن سے لے کر اب تک کا جو ذہنی سفر ہے وہ یاد آیا اور میں نے سوچا کہ میں آپ کو بھی اس بات سے مطلع کروں کہ حسن قدرت کے لئے محض پہاڑوں اور سبزہ زاروں اور بادلوں اور بجلی کی چمک اور بجلی کی گھن گرج اور آبشاروں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ حسن تو جو شاہکار بنانے والا ہے یا شاہکار ایسے تصویر بنانے والے کی ذات میں ہوتا ہے جو مصور ہے اور جسے شاہکار بنانے کی توفیق ملتی ہے اور مصور کے حالات پر جب غور کریں اور اس کے کاموں کو دیکھیں تو ضروری نہیں ہے کہ مصور کوئی بہت ہی خوبصورت چیز بنائے اور اس پر آپ کے دل سے اس کے لئے تعریف کے جذبے بےاختیار ابلیں بلکہ وہ مصور جو اپنے فن میں کامل ہے وہ ایک بھیانک منظر بھی پیش کرتا ہے تو اس میں ایک حیرت انگیز حسن پوشیدہ ہوتا ہے، وہ حسن کمال ہے۔ پس وہ خدا جو خلق میں کمال رکھتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی خالق ہو نہیں سکتا۔ "فتبارکَ اللہ احسن الخالقین" ایسا خدا ہے جس سے بڑھ کر کوئی حسین خالق بن نہیں سکتا، ممکن ہی نہیں ہے۔ اس نے جو کچھ بھی بنایا ہے اس میں بھی ایک حسن رکھ دیا ہے۔ چنانچہ اس دوران مجھے وہ بعض صحرائی علاقوں کے سفر بھی یاد آئے، بعض بنجر بیابان بھی آئے جہاں بعض دفعہ گھنٹوں بیٹھا رہتا تھا اور اس بنجر میں بھی ایک ذاتی حسن تھا، ان ریگستانوں میں بھی ایک ذاتی حسن تھا جو دل و دماغ پر قبضہ کئے ہوتا تھا اور پھر جب آپ غور کا سفر شروع کریں تو گرد و پیش بہت سی ایسی چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں جو پہلے دکھائی نہیں دیتی تھیں اور "یتفکرون" کا جو لفظ ہے اس نے مجھے یاد دلایا کہ بسا اوقات جب میں نے ان جذبوں میں ڈوب کر اپنے گرد و پیش کی زمین پر نظر ڈالی تو وہاں عجیب عجیب چیزیں دکھائی دینے لگیں کچھ کیڑے، کچھ جانوروں کے چھوڑے ہوئے غار نما خلا یا غاریں تو نہیں کہہ سکتے مگر بھٹ کہتے ہیں غالباً، جانوروں کی وہ جگہیں جہاں وہ سر چھپانے کے لئے پناہ لیا کرتے ہیں، پھر ایسے بل دکھائی دیئے جو بعض دفعہ سانپوں کی آماجگاہ بن جاتے ہیں، بعض دفعہ چوہوں کی، بعض دفعہ اور جانور کھودتے ہیں کوئی دوسرے ان میں آکے پناہ لیتے ہیں۔ پھر ارد گرد وہ مخلوق دکھائی دینے لگی جو حیرت انگیز طور پر ہر ایک ان میں سے خدا تعالیٰ کے تخلیق کے کمال کی گواہ بنی ہوئی تھی۔ وہاں کے مچھر، وہاں کی مکھیاں، وہاں کے مختلف قسم کے پرندے اور چرندے اور جانور

جو دوسرے جانوروں کا شکار کر کے پلتے ہیں ان سب کے وجود کے آثار وہاں دکھائی دینے لگے اور میں حیرت میں ڈوب گیا کہ یہ دیکھو یہ دنیا جو پہلے نظر نہیں آتی تھی اب پتہ چلا کہ کوئی بھی زمین ایسی نہیں کوئی زمین کا ایسا چپہ نہیں ہے جہاں خدا تعالیٰ نے اپنی صناعی کے شاہکار کے نشان نہ چھوڑے ہوں۔ وہاں ہی میں نے ایک چھوٹی سی صحرائی چڑیا دیکھی یعنی ایک معین واقعہ کی یاد آپ کو دلا رہا ہوں کوئی فرضی سیر نہیں کر رہا۔ ایسے وقت کی سیر کر رہا ہوں جو میں نے واقعۃً گزارا اور جو کچھ میں نے سوچا، جو کچھ میں نے دیکھا وہ اس آیت کے حوالے سے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے اس مضمون پر غور کیا کہ کیا ناروے ہی ایک ایسا ملک ہے جو خدا تعالیٰ کی حسن صناعی کی یاد دلانے والا ہے تو اس وقت میرے خیالات ان رستوں پہ چل پڑے اور سب سے پہلے مجھے عرب کے صحرا کا تصور آیا کہ سب سے زیادہ حسین انسان جس نے خدا کو سب سے زیادہ حسین صورت میں دیکھا ہے وہ تو عرب کے ریگستان میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے یہ آیت ہر انسان کو مخاطب ہے اور اس شان سے مخاطب ہے کہ جس کے نتیجے میں اگر آپ اس کی شان سے مرعوب ہوکر وہ تصورات کا سفر اختیار کریں جس کی طرف اس آیت نے اشارہ کیا ہے یعنی "یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض" جو جہاں بھی آپ ہوں لق و دق صحرا میں ہوں یا شاداب سبزہ زاروں اور آبشاروں کے ملک میں ہوں ہر جگہ آپ کو خالق کی صناعی کے شاہکار دکھائی دیں گے۔ ایک چھوٹا سا خوبصورت پرندہ اچھل کر سامنے آیا اور میں حیرت سے اس کو دیکھنے لگا بہت ہی چھوٹا لیکن اتنے متوازن اس کے اعضاء اور ایسا ہلکا پھلکا بدن اور اس قدر اس کے رنگوں میں حسن، اس کے رنگوں کا حسن شوخی نہیں رکھتا تھا جیسا کہ بعض ملکوں کے پرندوں کے رنگوں میں شوخی پائی جاتی ہے بلکہ اس مزاج کے ساتھ آہنگ تھا۔ لیکن غور کرنے پر جب اس پر میں نے گہری نظر ڈالی تو میں حیران رہ گیا کہ اس موقع اور محل کے مطابق اس سے خوبصورت، اس سے بہتر، اس سے زیادہ موزوں پرندہ ان حالات میں کوئی بڑے سے بڑا سائنس دان بھی تجویز نہیں کر سکتا تھا کوئی بڑے سے بڑا صناع بھی سوچ نہیں سکتا تھا اور عین ان حالات کے مطابق اس کی غذا وہاں مہیا تھی۔ ان غاروں میں چھپے ہوئے یا ان بلوں میں گھسنے والے مختلف جانوروں کی غذا بھی وہاں مہیا تھی اور وہ ساری جگہ جو پہلے سنسان دکھائی دے رہی تھی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی یوں لگا جیسے اچانک جاگ اٹھی ہے، ہر طرف اللہ تعالیٰ کے حسن کی گواہیاں دینے والے پیدا ہو گئے۔

اس مضمون کو میں نے ایک دفعہ پھر اس طرح یاد کیا کہ انگلستان کے ایک قدرتی مناظر کی تصویریں لینے والے اور ان پر غور کرنے والے اور بہت خوبصورت انداز میں مسٹر ڈیوڈ ایٹنبرا ان کو پیش کرنے والے ہیں کہ ان کی کتب جب بھی میں پڑھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کو ایمان نصیب ہوتا تو یقیناً اس آیت کے مصداق یہ بھی بن جاتے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ وہ آپ کو جنگلوں، صحراؤں میں، دلدلوں میں لے جاتے ہیں ایسی جگہوں پر جہاں بظاہر زندگی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے پھر وہ مٹی کھودتے ہیں پھر وہ ریت کریدتے ہیں دلدلوں میں، مٹھی بھرتے ہیں دلدلوں سے اور ہاتھ نکال کے دکھاتے ہیں تو وہاں عجیب و غریب قسم کی مخلوقات جو ان حالات کے لئے انتہائی موزوں ہے وہ اپنے کاروبار میں مصروف دکھائی دیتی ہے۔ پھر اس کی زندگی کے صبح و شام پر وہ روشنی ڈالتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ایک ایسا سائنس دان جس کو قدرت کے ان حیرت انگیز نظاروں پر خدا تعالیٰ نے ایسی دسترس بخشی ہو یعنی اس کا ذہن رسا ان کی گہرائیوں تک اترتا ہو وہ ایمان سے کیسے محروم ہے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے ایک ایسے دوست کو جو میرا خیال تھا کہ ڈیوڈ ایٹنبرا کو جانتے ہوں گے ان سے میں نے درخواست کی کہ اس شخص سے ملنے کا مجھے بہت شوق ہے میں کریدنا چاہتا ہوں کہ ان سب رازوں تک رسائی کے باوجود اس کا ذہن کیوں اس طرف منتقل نہیں ہوا کہ "ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحٰنک فقنا عذاب النار" اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا۔

تو آپ کو خدا تعالیٰ نے ایسے ملک میں پیدا کیا ہے جہاں خدا کی صناعی کا حسن ظاہر و باہر ہے جہاں مٹی کرید کر نہیں دیکھنا پڑتا، جہاں سناٹوں میں ڈوب کر گہری نظر سے اردگرد کی مخلوق کو اچانک، کوشش سے جاگتے ہوئے دیکھ کر پھر یہ خدا کی یادوں کا سفر نہیں کرنا پڑتا بلکہ یہاں تو اللہ کی یادیں آپ کے سامنے چاروں طرف آپ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ وہ حسین مناظر جو اس ملک میں ہیں وہ تو اپنے ہواؤں کے لطف کے لحاظ سے اندھوں کو بھی دکھائی دینے چاہئیں۔ جو ہوائیں یہاں چلتی ہیں ان کا ایک عجب لطف ہے جس کے متعلق ساری دنیا کے ماہرین کہتے ہیں کہ ایسی شفاف ہوا، ایسی صحت افزا ہوا جیسی ناروے میں ہے دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ چنانچہ یہاں انہوں نے ایک کوڑھیوں کے لئے تجربہ گاہ بنائی اور مجھے پہلے تو اچھا نہیں لگا یہ خیال، اتنے پاک، صاف ستھرے ملک کی ہوا کوڑھیوں کی سانسوں سے بیمار کرنے کی کوشش کی جائے مگر جو وہ تجربے کرنا چاہتے تھے سائنس دانوں کا خیال تھا کہ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں نہیں ہے جس کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکیں کہ ان تجربوں میں کوئی دوسری بیماری مخل نہیں ہوگی سوائے ناروے کے اور کوڑھیوں پر تجربے کے لئے اس سے بہتر اور کئی جگہ نہیں تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے وہ کہاں بنائے گئے ہیں لیکن سائنس دانوں کا یہ خیال تھا کہ وہ فضا کو مسموم نہیں کریں گے بلکہ ان کو کوڑھیوں کی شفا کے لئے خدا تعالیٰ کچھ اور نئے راز عطا کر دے گا جو پہلے معلوم نہیں تھے۔ کہاں تک یہ درست ہے یہ الگ بحث ہے۔

میں واپس اس مضمون کی طرف آتا ہوں کہ آپ کو تو خدا تعالیٰ نے اپنے ظاہر و باہر حسن کا نظارہ کرایا ہے جیسا کہ غالب کہتا ہے

جب وہ جمال دل فروز، صورت مہر نیم روز
آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مونہہ چھپائے کیوں

یعنی کائنات ساری خدا کے حسن کے پردے ہیں اور ان پردوں میں خدا کا حسن چھپا ہوا ہے مگر ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے اگر وہ گہری نظر سے ان پردوں کے پیچھے حسن کو تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ وہ پردے بولنے لگتے ہیں۔ وہ پردے اس حسن کو ظاہر کر دیتے ہیں اگر آپ کو دیکھنے کی آنکھ نصیب ہو۔ مگر اس کے علاوہ ایسی بھی صورت ہوتی ہے جیسا کہ غالب نے کہا کہ

جب وہ جمال دل فروز، صورت مہر نیم روز

جب وہ دل کو بھڑکا دینے والا جمال دن چڑھے کے سورج کی طرح ظاہر ہو جائے تو "پردے میں مونہہ چھپائے کیوں" کون ہے جو اسے دیکھ سکتا ہے، وہ تو نظروں کو خیرہ کر دے گا۔ ایسی صورت میں اسے پردوں کی کیا ضرورت ہے۔ تو اگر اس شعر کا کوئی اطلاق کہیں ہوتا ہے تو وہ ناروے پہ ضرور ہوتا ہے مگر اس کے منفی معنوں کا بھی اطلاق ہو رہا ہے جس کی وجہ سے مجھے فکر ہوتی ہے اور تکلیف پہنچتی ہے کہ واقعی آنکھیں ایسی خیرہ ہو گئی ہیں کہ ان کو وہ حسن جو کھلا اور ظاہر و باہر ہے وہ دکھائی نہیں دیتا اور غافل رہتی ہیں۔ لوگ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور خالق کی طرف دھیان نہیں جاتا بلکہ یہ حسن ہی ان کی نظر کی صلاحیتوں کو گویا جلا دیتا ہے اور خاکستر کر دیتا ہے۔

پس یہ وہ چیزیں ہیں جو اس سفر میں میں سوچتا رہا اور میں نے سوچا کہ اسی مضمون کو آج آپ کے سامنے رکھوں کہ امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ظاہر و باہر حسن آپ کو دیکھنے کی توفیق بخشی ہے اس کو اگر آپ نہ پہچان سکیں اور اس کے نتیجے میں وہ مضمون دل میں پیدا نہ ہو جس کا ان آیات میں ذکر ہے اور بار بار سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی محبت میں دل اچھلنے نہ لگیں تو پھر آپ اس ملک کی خدمت کی کوئی توفیق نہیں رکھتے۔ پھر آپ جیسے چاہیں یہاں زندگی بسر کریں، جیسے چاہیں بلند ارادے باندھیں یہ وہ خدمت ہے جو محبت کے سوا نصیب ہو نہیں سکتی۔ پس محبت الٰہی ہی سب باتوں کا جواب ہے۔ اور ایسے حسین ملک میں اگر آپ توجہات کو ان مناظر سے پیچھے خالق کائنات کی طرف دوڑا دیں، اگر اس کے تصور سے اپنے ذہن کو مزین کریں تو ناروے سے زیادہ حسن آپ کے ذہنوں میں، آپ کی شخصیتوں میں پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ تو ایک ظاہری حسن ہے مگر خدا کا تصور جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے جو راتوں کو بھی اٹھتے ہیں اور صبح بھی، کروٹیں بدلتے ہوئے بھی خدا کو یاد کرتے ہیں وہ حسن انسان کو ایک ایسے مجسم حسن میں تبدیل کر دیتا ہے کہ اس کے نتیجے میں ناممکن ہے کہ دوسرے اس کی طرف خدا کے حصول کے لئے دوڑیں نہیں اور اس کو اپنا وسیلہ بنائیں، یہ سارا مضمون اسی نتیجے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ جب وہ غور کرتے ہیں اور فکر کرتے ہیں تو ایک چیز ان کے دماغ میں ضرور جاگتی ہے کہ یہ باطل نہیں ہے۔ اتنا حیرت انگیز کارخانہ، ایسا متناسب یہ از خود بےوجہ، بےمقصد پیدا نہیں ہو سکتا۔ ایک کرسی کو آپ بنے ہوئے دیکھیں تو کوئی نہیں سوچ سکتا کہ از خود پیدا ہو گئی ہوگی کوئی نہیں سوچ سکتا کہ اگر از خود بھی پیدا ہوئی ہے تو بےمقصد ہے۔ صناعی کا ایک مقصد ہوتا ہے جو دکھائی دینے لگتا ہے اور ہم نے کئی قسم کے، رنگا رنگ کے ہٹ رستے میں دیکھے ہیں یعنی جن کو عام طور پر لوگ HUTS کہتے ہیں یا جھونپڑیاں، یہاں کی جھونپڑیاں بھی بڑی خوبصورت ہیں۔ مگر بعض بالکل سادہ اور معمولی، بعض بہت


جرمنی کے شہر نیورن برگ میں قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

مبشر ٹریولز

IHR REISEBURO
FREIHAUS-LIEFERUNG DER BILLIGE
FLUG TICKETS WELT WEIT

PIA ۱۵ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک فرینکفرٹ سے کراچی ۱۳۷۵ مارک۔
لاہور یا اسلام آباد ۱۶۵۰ مارک۔
KLM ۱۰ جنوری سے ۱۴ مارچ ۹۷ء جرمنی کے کسی بھی ایرپورٹ سے کراچی کے لئے ۱۱۵۵ مارک۔
برٹش ایرویز ۲۷ دسمبر سے ۳۱ مارچ تک فرینکفرٹ سے اسلام آباد ۱۳۷۹ مارک۔

کویت ایر لائنز یکم جنوری سے ۳۰ جون ۹۷ء فرینکفرٹ سے لاہور ۱۳۹۹ مارک۔
ٹرکش ایرلائن ۲۵ دسمبر سے ۳۱ مارچ ۹۷ء تک جرمنی کے کسی بھی ایرپورٹ سے کراچی کیلئے ۱۰۵۰ مارک۔

ALLE PREISE JEDERZEIT UNANGEKUNDIGT ANDERBAR TAX
27.- DM.- TO BE ADDED TO FARE PRICES ARE TO SUBJECT CHANGE

دنیا بھر کے سستے کرایوں کے لئے شہزادہ قمرالدین مبشر آف مبشر ٹریولز سے رابطہ قائم کریں۔

SHAHZADA Q. MUBASHER
MUBASHER TRAVELS
90491 Nurnberg Witzleben Str 14
Tel: 0911-5978843 Fax: 0911-5978843
Mobiltel : 0171-2660679
Stadtsparkasse Nurnberg Kto. Nr. 1675616 BLZ 76050101

زیادہ حسین اور مزین لیکن کسی گھٹیا سے گھٹیا ہٹ کو دیکھ کر بھی کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ بے مقصد یہاں کھڑی کردی گئی تھی بلکہ پرانے BARNS جہاں توڑی وغیرہ اس قسم کے جانوروں کے چارے رکھے جاتے ہیں وہ ان کے کھنڈرات ہیں بہت ہی بدزیب لکڑیاں گل گئیں، رنگ بگڑ گئے، چھتیں ٹوٹ گئیں لیکن ان کو دیکھ کر بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بے مقصد پیدا کئے گئے تھے۔

پس یہی آواز ہے جو مومن کے دل سے ان باتوں پر غور کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور بڑے زور سے اٹھتی ہے کہ اے خدا تونے ان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا "فقنا عذاب النار" پس ہمیں تو آگ کے عذاب سے بچا۔ اب دیکھیں ان دونوں باتوں کا کیا جوڑ ہے بے مقصد پیدا نہیں کیا ان چیزوں کو اس لئے تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ لوگ یہ سن کر آگے گزر جاتے ہیں لیکن ٹھہر کر سوچتے نہیں کہ اس کا آگ کے عذاب سے آخر کیا تعلق ہے۔ کائنات کو دیکھا بے مقصد پیدا نہیں ہوئی یہ خیال آیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گائے بات وہیں ختم ہو جانی چاہئے۔ مگر جن مومنوں کی بات ہو رہی ہے جن کی یادیں ہمیشہ خدا سے وابستہ رہتی ہیں جو رات اور دن کو اللہ کی محبت میں اٹھنے والے لوگ ہیں ان کا ذہن صرف ان نظاروں میں نہیں اٹکا رہتا جو وہ دیکھتے ہیں بلکہ لازماً اپنی طرف مائل ہوتا ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ یہ جو سامنے کے مناظر ہیں یہ کائنات جو ہمیں دکھائی دیتی ہے ہم تو اس سے بہت ہی زیادہ ناقابل بیان حد تک عظیم شاہکار ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت کا۔

اگر یہ زمین آسمان اسی طرح رہ جاتے تو کون تھا جو خدا کے اس حسن کو اور خدا کی اس صنعت کو دیکھتا، پہچانتا اور اس کی وسعتوں اور عظمتوں میں ڈوب سکتا۔ انسان ہی ہے جو آخری شاہکار ہے۔ انسان کی ذات میں یہ کائنات زندہ ہو گئی ہے۔ یہ مٹی، یہ درخت، یہ گھاس، یہ نہ سوچنے والی چیزیں اچانک حیرت انگیز طریق پر سوچنے لگی ہیں۔ پس قرآن کی یہ جو طرز کلام جس طرح اچانک رخ پھیرا گیا ہے وہ خود صناعی کا ایک حسن پیش کرتی ہے۔ اگر آپ اس مضمون کو نہ سمجھیں تو یہ دو باتیں بے معنی سی ہوں گی۔ "فقنا عذاب النار" کیوں پھر آگ کے عذاب سے بچائیے۔ اگر کائنات خوبصورت ہے تو اس کا تمہاری آگ سے کیا تعلق؟۔ تمہاری آگ سے یہ تعلق ہے کہ تم بھی خوبصورت ہو اور کائنات سے بہت زیادہ خوبصورت ہو، ساری کائنات کا خلاصہ ہو۔

انسان کی صناعی میں جو کچھ خلقت کی، تخلیق کی صنعتیں رکھ دی گئی ہیں باہر کی کائنات کا ان کے ساتھ کوئی بھی مقابلہ نہیں۔ اور سب سے بڑی چیز سوچ، یہ مردہ کائنات اچانک جاگ اٹھی اور آپ کی صورت میں جاگی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں، آپ سن رہے ہیں، آپ محسوس کر رہے ہیں، آپ کا تصور وہاں تک جا پہنچا ہے جہاں تک اس کائنات کا وجود کسی صورت میں بھی آگے بڑھ نہیں سکتا تھا۔ زمین اپنی ساری عظمتوں کے ساتھ اگر اس میں انسان نہ ہوتا تو اپنے تصور کو دوسرے سیاروں تک نہیں پہنچا سکتی تھی، سورج تک بھی نہیں پہنچا سکتی تھی جس سورج سے وہ زندگی پا رہی ہے۔ اگر آپ انسانی سوچ اور فکر کی صلاحیتوں سے الگ کرکے اس زمین اور اس خوبصورت کائنات کو دیکھیں تو انسان کو نکالتے ہی یہ کائنات آپ کو عدم میں ڈوبتی ہوئی دکھائی دے گی، کچھ بھی زمین کا باقی نہیں رہے گا، نہ ناروے ہوگا، نہ صحرائے عرب ہوگا، نہ دوسرے ممالک، نہ سمندر، نہ خشکیاں، کوئی بھی خدا تعالیٰ کی صنعتوں کا حسن اپنی ذات میں حسن کہلانے کا مستحق تو رہے گا مگر اسے حسن کہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ جب دیکھنے کی آنکھ نہ ہو تو چیزیں عدم ہو جایا کرتی ہیں اسی لئے فلسفیوں نے اس پر ہمیشہ سے بحثیں اٹھائی ہیں۔ کئی فلسفی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کائنات تو ہماری سوچ کے نتیجے میں ہے۔ اگر ہم اپنی سوچ کو سمیٹنا شروع کریں اور ہر چیز جو ہمیں دکھائی دیتی ہے، جو سنائی دیتی ہے، جو محسوس ہوتی ہے، جو ہمیں سردی یا گرمی پہنچاتی ہے اس سے اپنے سوچ کے تعلق کاٹ لیں تو ہم تو ہوں گے مگر یہ کائنات نہیں رہے گی۔ پس سوچنے والا ہے اور غور کرنے والا ہے جس کے متعلق بعض فلسفی کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے وہی ہے ورنہ اس کے بغیر کوئی کائنات کا وجود نہیں۔ بعض کہتے ہیں کائنات کا وجود ایک بیرونی وجود ہے، سوچ کے ساتھ اس کا تعلق بس اتنا ہی ہے کہ اتفاق سے تم پیدا ہو گئے اور تم دیکھ رہے ہو ورنہ تم نہ بھی ہوتے تو کیا فرق پڑتا تھا۔ اس کے متعلق میں نے پہلے بھی کسی وقت قرآن کریم کا وہ حل آپ کے سامنے رکھا تھا جو اس مسئلے کو حل کرتا ہے جس تک فلسفیوں کی نظر نہیں گئی۔ عالم اس ساری کائنات کو کہا گیا ہے اور عالم کی جگہ عالمین استعمال ہوا ہے یعنی مختلف وقتوں میں، مختلف صورتوں میں، مختلف دائروں میں یہ کائنات بٹی ہوئی ہے اس لئے عالمین ہے۔ اور عالم کا مطلب ہے وہ چیز جس کا علم ہو۔ اب دیکھیں قرآن کریم نے سورہ فاتحہ کی پہلی آیت میں "بسم اللہ" کے بعد "الحمد للہ رب العلمین" فرمایا کہ اللہ کی حمد کے گیت گاؤ سب حمد اسی کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اب اس پہلو سے جب آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ سارے انسان، سارے سوچنے والے وجود کلیتاً مٹ جائیں تو عالمین اس لئے نہیں مٹیں گے کہ اللہ ہی ہے جو سب کو جانتا ہے اور ان کو معلوم کے دائرے سے آپ کبھی نکال ہی نہیں سکتے۔ اس لئے اس فلسفے کا جو الجھنیں پیدا کرنے والا فلسفہ ہے جس میں ڈوب کر جس کو حل کرنے کی کوشش میں آج تک کوئی فلسفی کامیاب نہیں ہو سکا، یورپ نے بھی بڑا زور مارا، بڑے بڑے اعلیٰ دماغ یہاں پیدا ہوئے کچھ اس طرف ہٹ گئے کچھ اس طرف ہٹ گئے مگر مسئلہ سمجھ نہیں آیا کہ واقعتاً اس میں سچائی تو ہے کہ اگر سوچ نہ ہو تو یہ کائنات کیا ہے کچھ بھی نہیں گویا مٹ گئی گویا اس کائنات کا وجود ہماری سوچ کے ظاہر ہونے سے پیدا ہوا۔ اور جب ہم سوچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ درست نہیں۔ ہم نہ بھی ہوتے تو کائنات رہتی لیکن کیسے پتہ چلتا کہ کائنات ہے۔ اس بحث میں ہزاروں سال سے لوگ الجھے ہوئے ہیں لیکن حل نہیں کر سکے۔ قرآن کریم میں سورہ فاتحہ کی پہلی آیت نے اس مسئلے کو حل کردیا۔ فرمایا تم اپنے زاویہ نگاہ سے سوچتے ہو، تم سمجھتے ہو گویا تم ہی ہو جس کی سوچ کے نتیجے میں ایک بیرونی چیز دکھائی دے رہی ہے اور اس کے وجود کو ثبات مل رہا ہے لیکن تمہاری سوچ جاتی کہاں تک ہے، کہاں تک جا سکتی ہے۔ زمین کی جو پنہائیاں ہیں ان تک بھی تو تمہاری سوچ نہیں پہنچی۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ اس زمین کے اندر گہرائی تک کیا کچھ ہے۔ اور باوجود اس کے کہ سائنس دان ہمیشہ ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں اور اپنی جستجو کو آگے بڑھا رہے ہیں جیسا کہ ڈیوڈ ایٹنبرا کا میں نے ذکر کیا وہ جگہیں جو زندگی سے خالی دکھائی دیتی تھیں ان کو جب کھولا اور کھودا اور ٹٹولا تو وہاں زندگی کا ایک جہان دکھائی دیا مگر یہ بھی صرف ایک سطحی علم ہے۔ جو اس کے پس منظر میں ہے، اس کے پیچھے ہے ان کی خوراک کا نظام، کیسے ان کو عقل عطا کی گئی، کیسے ہر جانور کو اپنی مرضی، اپنے مقصد کے رستے بتائے گئے کہ تم ان پر چلو تو تمہاری بقا کے سارے سامان یہاں موجود ہیں۔ کون سی ذات ہے جس نے ان کو سمجھایا اور کیسے ان کے چھوٹے چھوٹے دماغوں میں بلکہ ایسے جانوروں میں بھی جن کا دماغ ابھی پیدا نہیں ہوا ان کے مقصد کی باتیں اس طرح لکھ دی گئیں جیسے کمپیوٹر کسی چیز کو لکھ دیتا ہے اور صرف پڑھنے والے پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اس کمپیوٹر کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہئے جہاں وہ لکھا جائے۔ لیکن یہ جو کمپیوٹر خدا تعالیٰ نے بنایا ہے وہ دماغ سے تعلق رکھتا ہے اور دنیا کے سارے ماہرین حیاتیات جانتے ہیں کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ ان گنت تعداد ایسے کیڑے مکوڑوں بلکہ اس سے پہلے کی حالتوں کی ہے جب وہ کیڑے مکوڑے کہلانے کے مستحق نہیں ہیں، جن کے اندر دماغ کا کوئی وجود نہیں اور احساس کے کوئی ریشے نہیں ہیں، پھر بھی ان سب کو پتہ ہے کہ ہم نے کہاں جانا ہے، کیا کرنا ہے، کیا کھانا ہے، کیا نہیں کھانا، کہاں ہماری زندگی محفوظ ہے، کہاں ہماری زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ مزید سوچنا چھوڑ دیتے ہیں، تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کیا ہے مگر یہ علم ہے کہ ہو یہی رہا ہے۔

تو جس انسان کی سوچ اتنی محدود ہے کہ ایک کیڑے کی جو احساس کی طاقت ہے اس کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ نہیں جانتا کہ وہ کیسے کام کر رہی ہے اس سے جو عالم جاگا ہے اس کی حیثیت بھی کیا ہے۔ ایک سرسری سا عالم جاگا ہے جو اصل عالم کے مقابل پر ایک پر پشہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ ایک مچھر کے پر سے بھی کم اس حیثیت ہے جو انسان کو ہے۔ پس کتنی سی کائنات اس نے جگا دی ہے۔ اکثر کائنات اسی طرح سوئی پڑی ہے جو اس کے لئے علم سے باہر ہے۔ اور پھر فلسفیوں کا یہ کہنا کہ ہمارے وجود سے کائنات ہے، ہم سوچیں تو یہ کائنات بنتی ہے، نہ سوچیں تو کچھ بھی نہ رہے اس کا جواب قرآن کریم یہ دیتا ہے کہ اصل سوچنے والا تو خالق ہے۔ "رب العلمین" تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہی نہیں بلکہ ان کو پالنے والا ہے۔ اور علم کی انتہاء کے بغیر پالنا ممکن نہیں۔ جتنے بھی جاندار دنیا میں زندہ ہیں ان کو پالنے کے لئے گہرے علم کی ضرورت ہے کہ ان کو کس چیز کی ضرورت ہے، کتنی ضرورت ہے، کیا ان کو خدا تعالیٰ ہوشیاریاں عطا کرے تو بعض ماحولوں میں زندہ رہ سکتے ہیں اور کیا نہ کرے تو وہ چل نہیں سکتے۔

ایک ایسی جھیل پر جہاں ہم نے مچھلیوں کی بہت تلاش کی اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا میں نے اپنے بچوں کو وہ SEAGULLS دکھائیں جو اڑ رہی تھیں اور نیچے اترتی تھیں اور کچھ لے کے نکل جاتی تھیں۔ اب ناروے میں رہ کر کوئی انسان SEAGULLS پر بھی غور نہ کر سکے تو کتنی حیرت کی بات ہے۔ کھلے پانیوں میں ان کی زندگی کی بناء رکھ دی گئی ہے اور وہ روز اس یقین کے ساتھ جاگتی ہیں ایک رب العالمین ہے جو ساری کائنات کا رب ہے اور ہمارے پالنے کے لئے اس نے سامان کر رکھے ہیں۔ وہ بھوکی نہیں مرتیں۔ ورنہ انسان سوچے کہ اوپر سے پانی میں دیکھے تو اس کی سطح کے REFLECTION کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے گا۔ کہاں یہ کہ وہ مچھلی پر جھپٹے اور ایسے نشانے کے ساتھ جھپٹے کہ مچھلی عین اس کے پنجے میں آئے اور اسے وہ لے کے اڑ جائے۔ اور ہر روز اس توکل کے ساتھ ہر جانور جاگتا ہے کہ میرا رزق میرے خدا نے مہیا کر رکھا ہے اور رزق لینے کی اور رزق پکڑنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ اب کووں کو یہ صلاحیت نہیں، چیلوں کو یہ صلاحیت نہیں، لاکھوں کروڑوں، اربوں جانور ہیں جن کو یہ صلاحیت نہیں کہ سمندر کے پانی یا جھیلوں کے پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیوں کو دیکھ بھی سکیں اور پکڑ بھی سکیں۔

پس قرآن کریم فرماتا ہے "کل یعمل علیٰ شاکلته فربکم اعلم بمن هو اهدیٰ سبیلاً" کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کی ایک شاکلت پہ پیدا کیا ہے اور اس کی شاکلت، جس طرح اس کو ڈھالا گیا

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

FOLMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 646 0181-553 3611

ہے، جس شکل میں ڈھالا گیا ہے اس میں آپ کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اگر کریں گے تو وہ چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہر چیز اپنی ذات میں کامل اور مکمل ہے۔ پس دیکھو اس SEAGULL کو کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے توکل پر اٹھتی اور توکل پر سوتی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ نے اس کے توکل کو ناکام نہیں کیا، نامراد نہیں کیا۔

اس مضمون کی طرف انسان کی توجہ پھیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو کتنے ہی ایسے جاندار ہیں جن کا رزق تم پر نہیں ہے اللہ پر ہے۔ اللہ نے اس کے مستقر بھی اس کو بتا دیئے ہیں اور مستودع بھی بتا دیئے ہیں۔ اللہ نے اسے سمجھا دیا ہے کہ کن علاقوں میں اس نے لوٹ لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بتا دیا ہے کہ کن جگہوں پر عارضی ٹھکانے کرنے ہیں۔ پس وہ بے شمار جانور جو گرمیوں میں یہاں دکھائی دیتے ہیں اور سردیوں میں غائب ہو جاتے ہیں کبھی غور تو کریں کہ یہ آیت کریمہ آپ کو کیا سمجھا رہی ہے۔ ہر ایک کا ایک مستودع ہے، ایک مستقر ہے اور اسے پتہ ہے کہ کتنی دیر میں کہاں ٹھہروں اور کس وقت میں وہاں سے روانہ ہو جاؤں۔

تو یہ وہ مضمون ہے "ربنا ما خلقت ھذا باطلاً" کا جو انسان جتنا غور کرتا چلا جاتا ہے اس کی طبیعت اپنی طرف لازماً مائل ہونی چاہئے۔ اور جن اولوالالباب کا ذکر کیا ہے ان کی ضرور مائل ہوتی ہے۔ اچانک انسان ایک اور احساس کی دنیا میں آنکھیں کھولتا ہے وہ یہ سوچتا ہے کہ میں عالم کیا ہوں اصل عالم تو وہ ہے جو ساری کائنات پر اپنے علم کے ذریعے اپنے غلبے کو کامل کئے ہوئے ہے "وسع کرسیه السموٰت والارض" اس کے علم کی کرسی ساری کائنات پر مسلط ہے زمین پر بھی اور آسمان پر بھی۔ اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے یہی آیت کرسی بتاتی ہے "و لا یحیطون بشیء من علمه الا بما شآء" ان کا علم تو اتنا بھی نہیں ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرے پر احاطہ کر سکیں اتنی ہی توفیق ملتی ہے جتنی خدا اجازت دیتا ہے اس سے زیادہ اب ان کے علم کو آگے بڑھنے کی توفیق نہیں ملتی تو پھر ہم کیسے عالم اور اس عالم کی بناء ہم پر کیسے ہو گئی۔

جہاں تک مادی عالم کا تعلق ہے اس کی بناء علم پر ہے اس بات پر تو مفکرین سارے متفق ہیں کہ اگر علم نہ ہو تو گویا جہان غائب ہو گیا مگر ہمارے نہ ہونے سے تو اس جہان کو کچھ بھی فرق نہیں پڑتا۔ اگر غائب ہوگا تو معمولی سا ہوگا اور وہ وقت جو لامتناہی ہے جس کو ہم ازل بھی کہتے ہیں اور ابد بھی جس کا نہ ماضی میں کوئی کنارہ ہے نہ مستقبل میں، اس وقت میں ہماری سوچ کی حیثیت کیا ہے۔ وہ تو ساری کائنات میں کسی جگہ ایک باریک سا نقطہ بھی ڈال دیں تو وہ کائنات اس نقطے کے مقابل پر زیادہ عظیم ہے جتنے ازل اور ابد ہمارے سوچ کے نقطے سے عظیم تر ہیں۔ کیونکہ ازل میں اور ابد میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر چیز کو سکیڑتی چلی جاتی ہے، سمٹتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ چیز نظروں سے غائب ہو جاتی ہے تو عالم وہی ہے جو اللہ ہے۔

پس سورہ فاتحہ نے دیکھیں کیسا عظیم الشان علم و معرفت کا جہان ہمارے سامنے کھول دیا۔ "الحمد للہ رب العالمین" تو اس کے بعد اس سے بڑھ کر انکساری کا سبق انسان کو کیا مل سکتا ہے کہ عالمین تو خدا سے قائم ہے۔ ان کا ذرہ ذرہ، ان کے باریک تر راز بھی اللہ پر روشن ہیں جو وہ بنانے والا ہے اور اس نے جو ہمیں بنا دیا تو ہمارے اندر بھی ایک عالمین بنا دیا ہے۔ اس ساری کائنات کا خلاصہ انسان ہے اور اس خلاصے کو وہ عظمت بخشی جس کے مقابل پر ساری کائنات کی کوئی حیثیت نہیں رکھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "لو لاک لما خلقت الافلاک" یہ افلاک تو تیرے بنانے کے لئے ایک سیڑھی تھے، ایک ذریعہ تھے۔ اگر تجھے نہ بنانا ہوتا تو اس کائنات کو آغاز ہی سے پیدا نہ کیا جاتا۔ کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ سوچ جو زمانے اور SPACE، زمان و مکان میں پھیلتی ہے اس سوچ کو زمان و مکان میں پھیلنے کے باوجود زندگی نہیں ملتی۔ یہ اور نکتہ ہے جو آپ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے۔

بڑے سے بڑا سائنس دان، بڑے سے بڑا فلسفی جو زمان و مکان کے مسائل کو حل کرتا ہے محض اپنی حکمتوں سے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر وہ خالق تک نہ پہنچ سکے تو عالم تک جو پہنچا ہے وہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ان کائنات کے رازوں اور ان کی وسعتوں کے مقابل پر جو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔ ہاں اگر عالم تک پہنچ جائے العالم یعنی خدا تعالیٰ تک، اگر خالق تک پہنچ جائے تو گویا تمام عالمین تک پہنچ گیا گویا تمام عالمین کو اس نے فتح کر لیا۔ یہ وہ مقام محمدی ہے جس کو قرآن کریم نے کئی پہلوؤں سے پیش فرمایا ہے، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ آپ اس مرتبے تک پہنچے جہاں خدا تعالیٰ اپنی ایسی صفات کے ساتھ آپؐ کو دکھائی دینے لگا کہ اس سے پہلے کبھی کسی آنکھ نے اس صفائی اور اس لطافت کے ساتھ اپنے خدا کی صفات کا نظارہ نہیں کیا تھا۔ ان صفات حسنہ کا مظہر بنے تو آپ کا دل عرش عظیم کہلایا اور یہ جو سفر ہے یہ سوچوں کا وہ سفر ہے جس کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت آپ کو انگلی پکڑ کر لے جا رہی ہیں۔

پہلے کائنات پر غور کریں مگر اللہ کی محبت کے ساتھ۔ اس کے بغیر یہ سارا غور بے کار جائے گا۔ اللہ کا پیار دل میں ہو تو جتنا جتنا کائنات کے رازوں پر آپ کو دسترس ہوگی اتنا ہی خدا تعالیٰ کی محبت آپ کے دل پر غالب آتی چلی جائے گی۔ یہ سوچوں کا سفر بالآخر وہاں تک پہنچاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعثت کا مقام ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ربنا اننا سمعنا" یعنی مومن کے دل سے پھر یہ آواز اٹھتی ہے "اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان" یہ ایک حیرت انگیز ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہوا مضمون ہے۔ اس کی ترتیب پر غور کئے بغیر آپ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ بصارت کے سوا انسان کو شنوائی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اگر بصیرت ہے اور بصارت ہے تو پھر وہ سننے کی آواز آپ سنیں گے اور اس کا جواب دیں گے۔ ورنہ ایک اندھا حقیقت میں جو خدا تعالیٰ کی کائنات کے رازوں کا نظارہ نہیں کر سکتا اس کو وہ آواز سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اس کو کہا جائے کہ دیکھو خدا نے نور پیدا کیا، خدا نے رنگ پیدا کیا، خدا نے توازن پیدا کیا وہ کہے گا مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ آپ اسے کہیں کہ خدا نے اتنی وسیع کائنات پیدا کی۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے تو اپنے جسم کے باہر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ قدم رکھتا ہوں تو پتہ کوئی نہیں کہ گڑھے میں جاؤں گا یا کسی مضبوط زمین پر قدم رکھوں گا تو مجھے کیا اس سے۔

پس "سمعنا" کا مقام دیکھنے کے بعد آتا ہے، بصیرت اور بصارت کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے پہلے دیکھنے کا سفر شروع کیا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں، وہ غور کرتے ہیں، وہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں وہ نئے نتائج نکالتے ہیں۔ اس وقت وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ انہیں محمد رسول اللہ کی آواز سنائی دے۔ اس وقت وہ سنتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہاں یہ درست ہے "ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان" بے اختیار ان کے دل سے آواز اٹھتی ہے اے ہمارے رب ہم نے سن لیا جب ایک منادی کرنے والے یعنی محمد رسول اللہ نے منادی کی "للایمان" ایمان کی طرف بلایا "ان امنوا بربکم فامنا" جب تک پہلے ربوبیت سے واقفیت نہ ہوئی ہو، ایمان بالغیب یہاں کام نہیں آتا۔ یہ مضمون ایک الگ اور وسیع اور گہرا مضمون ہے کہ ایمان بالغیب کا کیا مطلب ہے مگر یہاں اس موقع پر جو پچھلا مضمون ہے اس سے تعلق باندھا گیا ہے جہاں یہ عرض کیا تھا بندے نے کہ "ربنا ما خلقت ھذا باطلاً"۔

اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے یہاں تک پہنچایا گیا ہے کہ ہم نے اب ایک منادی کرنے والے کو سنا۔ پہلے تو ہمارا تصور محض سوچوں کی راہ سے خدا تک پہنچ رہا تھا، امکانات کی دنیا میں تھا، حقائق کی دنیا تک ابھی اس نے قدم نہیں رکھا تھا۔ مگر ایک حقائق کی دنیا والے نے آواز دی جو اپنے رب کے وطن سے ہو آیا تھا یعنی رب کے وطن سے مراد ہے وہ رب جو اپنے مومنوں کی سوچوں میں بستا ہے اور جب اس تک رسائی ہو جائے تو گویا وہ خدا کا وطن بن جاتا ہے۔ پس خدا کا وطن اس پہلو سے محمد رسول اللہ کا وہ وطن تھا جس میں خدا اتر آیا تھا۔ پس جس نے خدا کا وطن دیکھ لیا اور پھر خدا کو دیکھنے کے بعد اترا ہو اور پھر آواز دے رہا ہو اس وقت ایمان میں ایک اور شان پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اپنے دیکھنے کے نتیجے میں رب رب کہتے ہوئے بھی یہ عرض کرتے ہوئے کہ اے خدا ہم تجھے پہچان گئے ہیں ہمیں آگ میں نہ ڈالنا، ہم کوشش کریں گے ہم ٹھیک ہو جائیں۔ مگر یہ جو اقرار ہے یہ اصل اقرار اس وقت پیدا ہوا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زبان سے یہ منادی سنی ہے کہ اے سوچوں کی وادیوں میں بسنے والو! تمہیں ابھی بھی پتہ نہیں کہ رب کون ہے۔ وہ رب مجھ سے پوچھو، مجھ سے میرے ذریعے دیکھو اور میری زبان سے سنو کہ وہ رب کیا ہے۔ یہ آواز جب سنی تو انہوں نے کہا "امنا" اے خدا ہم ایمان لے آئے۔

تو اب دیکھیں پہلا ایمان جو کتنا مضبوط اور شاندار دکھائی دے رہا تھا عام دنیا داروں سے کتنا ممتاز کر رہا تھا ان لوگوں کو جو خدا کی یاد میں کائنات پر غور کرتے ہوئے سوچوں کے سفر اختیار کرتے ہیں، لگتا تھا بس یہی منزل ہے اس کے بعد کوئی منزل نہیں۔ لیکن پھر ایک وصل کی منزل آئی ہے جو اندر کی راہ دکھانے والی ہے جو بتاتی ہے کہ میں ہو آیا ہوں وہاں سے جس طرف تم جا رہے ہو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ جھوٹ ہے۔ اور یہ دستور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اپنی زندگی کے ہر معاملے میں تھا۔ ایک دفعہ مدینے میں رات کو شور پڑا اور خطرہ تھا کہ کسی طرف سے کوئی شرارت پیدا ہو رہی ہے لوگوں نے جلد سے جلد اپنی گھوڑیوں پر کاٹھیاں کسیں اور ان کو زینیں پہنائیں اور جب وہ روانہ ہوئے دیکھنے کے لئے وہ کونسی جگہ تھی۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم واپس آ رہے تھے۔ تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی واپسی کا سفر تھا آپ نے ان کو بتایا کہ میں دیکھ آیا ہوں فکر کی کوئی بات نہیں جو بھی خطرہ تھا وہ ٹل گیا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ واپس آنے والا وجود ہے جو ان مومنوں کو ملتا ہے جو ابھی سفر میں، ابھی رستے میں ہیں۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ ہاں میں خدا کو دیکھ آیا ہوں۔ میں نے اپنے رب کا نظارہ کیا ہے تو پھر یہ کہتے ہیں "امنا" اے خدا اب ہمیں پتہ چلا ہے کہ ایمان ہوتا کیا ہے "ربنا فاغفرلنا ذنوبنا" وہ آگ جس سے بچنے کی دعا مانگی گئی تھی وہ اب پوری ہوئی ہے۔ وہ محض ایک ایسی دعا نہیں تھی جو آپ نے مانگی اور یقین کر لیا کہ اب ہم بچ گئے۔ ہم نے آگ سے بچنے کی دعا مانگی ہے۔ اس کے پورا ہونے کی


محمد صادق جیولرز

**Import Export Internationale Juwellery**

**Mohammad Sadiq Juweliere**

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Hauptfiliale

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893

Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

علامتیں نظر آنی چاہئیں۔ اور وہ علامتیں محمدؐ رسول اللہ کی پہچان ہے، آپ پر ایمان لانا ہے، آپ کے دعاوی پر ایمان لانا ہے۔ اس کے بعد خدا یہ دعا سکھاتا ہے "ربنا فاغفرلنا ذنوبنا" پھر مغفرت کا سفر شروع ہوتا ہے "و کفرعنا سیاتنا" اور ہم میں تو بہت سی کمزوریاں ہیں۔ کمزوریوں کو دور کئے بغیر ہم کیسے تیری عقوبت سے بچ سکیں گے۔ اس لئے اب پہلوں کی تو مغفرت فرما دے اور آئندہ اب تو ہی ہماری کمزوریاں دور کر۔ کیونکہ ہمیں اپنی کوششوں سے تو کمزوریاں دور ہوتی دکھائی نہیں دیتیں۔ بار ہا انسان کوشش کرتا ہے ہر دفعہ ناکام ہو جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر جو ایمان لانا ہے اس کا تقاضا یہ ہے جس کا مطلب ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ باتیں تھیں جو اپنے پر ایمان لانے والوں کو سمجھائیں کہ جس خدا تک میں پہنچا ہوں، جہاں سے ہو کر میں آیا ہوں وہ بڑی مغفرت والا خدا ہے اور بغیر گناہوں کی بخشش کے تمہیں اس کی لقاء نصیب نہیں ہو سکتی۔ تم اس لقاء سے محروم رہو گے اگر پہلے بخشش نہیں کرواؤ گے۔ کتنے گہرے راز کی بات بتائی اور خدا سے متعارف ہونے والا انسان ہی ہے جو یہ راز بتا سکتا ہے۔ یہ سفر کی باریکیاں محض اس بات سے تو نہیں مل سکتیں کہ انسان نے سوچا، غور کیا، خدا کی قدرت کے نظارے دیکھے اور ان سے مرعوب ہوا، ان کے حسن سے وہ گھائل ہو گیا، خدا کی ہستی اور اس کے حسن کا قائل ہو گیا یہ ساری چیزیں سوچوں کی باتیں ہیں بہت اچھی لگتی ہیں مگر معرفت کے راز نہیں ہیں۔ معرفت کا راز وہی ہے جو خدا نے محمدؐ رسول اللہ کے ذریعے ہمیں سمجھایا کہ دیکھو میں مغفرت کرنے والا ہوں جو تمہاری زندگی گزر گئی ہے کوئی نہیں جانتا کہ ساری گزر گئی ہے یا کچھ باقی ہے۔ ایک بچہ بھی نہیں جانتا کہ میری کتنی زندگی باقی ہے، کتنی گزر گئی ہے اور زندگی کا ہر حصہ جو گزرا ہوا ہے وہ بہت سی کوتاہیوں کا شکار ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال میں جو کوتاہیاں ماں باپ سے ہو جاتی ہیں ان کا بھی نقصان بچوں کو پہنچ رہا ہوتا ہے۔ انسان اپنے فرائض منصبی سے جو کوتاہی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جو دوسری طرف توجہ پھیرتا ہے یہ بھی اس کے دل پر زنگ لگانے والی چیزیں ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک غسل کا طریق بتایا اور وہی طریق ہے جو صحابہ کی زبان سے جاری ہوا "ربنا فاغفرلنا ذنوبنا" اے اللہ ہمیں غسل کی توفیق بخش۔ سارے گناہوں کے داغ مٹ جائیں۔ "و کفرعنا سیاتنا" اور نہا دھو کر جب آپ بعد میں باہر نکلیں تب بھی آپ کے جسم کی وہ کمزوریاں، وہ بھیانک داغ جو جسم کا حصہ بن چکے ہیں وہ دھونے سے دور نہیں ہوا کرتے وہ "سیات" ہیں جو ہمیشہ آپ کو کمزوریوں میں پھر بھی مبتلا کر سکتی ہیں۔ ایک آدمی لنگڑا ہے، ایک آدمی کانا ہے ایک آدمی کو کوئی اور سوچ کی طاقت نہیں ہے یہ اس کی "سیات" ہیں۔ روحانی دنیا میں انہی کو "سیات" کہا جائے گا۔ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا کہ پھر یہ دعا کرنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زبان سے یہ پیغام دیا، یہ دعا کرو۔ اے خدا! اب ہماری کمزوریاں دور فرما دے۔

اور آخری بات جو مانگی گئی ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں اس کو مانگے بغیر ناروے کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ جب تک یہاں جماعت احمدیہ کا بوڑھا، بچہ، ہر مرد اور ہر عورت جب تک وہ زندگی حاصل نہ کرلیں جس زندگی کا ان آیات میں ذکر ہے اس وقت تک وہ زندگی کا کوئی پیغام ناروے

وہ زندگی حاصل نہ کرلیں جس زندگی کا ان آیات میں ذکر ہے اس وقت تک وہ زندگی کا کوئی پیغام ناروے کو نہیں دے سکتے۔ کوئی زندگی بخش رستہ اختیار نہیں کر سکتے جس سے اس مردہ ملک کو یا نیم مردہ ملک کو زندہ کردے۔ وہ یہ رستہ ہے۔ چنانچہ فرمایا آخری بات یہ اور کتنی گہری حکمت اور معرفت کی بات ہے کہ کمزوریاں دور کرنے کا سفر بھی تو وقت چاہتا ہے۔ اور بعض انسان اتنی کمزوریوں میں مبتلا ہیں کہ ان کو وقت مل ہی نہیں سکتا اور عمر کے ایسے حصے میں ان کا احساس بیدار ہوا ہے جب کہ اکثر عمر کا وقت گزر گیا اور ضائع ہو گیا تو آخری دعا کیسی پتے کی، کیسی گہری دعا ہے جو سکھا دی۔

و توفنا مع الابرار" اب ہمارا جو کچھ ہے تیرے سپرد ہو گیا۔ کمزوریاں دور کر اور کیسے دور کر اور کتنی رفتار سے دور کر یہ تیرا کام ہے۔ اب ہم نے تو عرض حال کر دی۔ ایک ہی التجاء ہے کہ مارنا نہیں جب تک کہ ہم تیرے حضور نیکوں میں نہ لکھے جائیں۔ یہ وہ درجہ کمال ہے جو مومن کے سفر کا ہے۔ جو اس طرح آغاز میں کائنات کی مردہ چیزوں پر غور کرنے سے شروع ہوتا ہے پھر زندگی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پھر اپنی طرف۔ اور ایک نکتہ ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آغاز اللہ کی محبت سے کریں گے تو سفر کامیاب ہوگا۔ لیکن وہ محبت جو بعد میں نصیب ہوگی وہ ابتدائی درجہ کی محبت کے مقابل پر بدرجہا بہتر ہوگی کیونکہ ابتدائی محبت تو بعض دفعہ دہریوں کو بھی ہو جاتی ہے یعنی ان کو خدا کے اوپر یقین نہیں پھر بھی دل چاہتا ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو۔ کافروں کو بھی نصیب ہو جاتی ہے ہر مذہب والوں کے دل میں، ہر شریف آدمی کے دل میں خدا تعالیٰ نے اپنی محبت کا نمک چھڑکا ضرور ہے لیکن وہ کام نہیں آتی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے محبت کے گر نہ سیکھے جائیں اور آپ ہی کے حضور التجا نہ کی جائے کہ ہمیں اپنے غلاموں میں شامل کر لیں۔ پھر آپ کے سکھائے ہوئے رنگ اختیار کر کے جس طرح حضور نے فرمایا یعنی خدا نے آپ کو سمجھایا اور آپ نے ہمیں سمجھایا اس طرح اگر آپ سفر شروع کریں اللہ کی طرف تو اس کا انجام لازماً نیک ہوگا اور ایسے لوگوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیت خدا کی طرف سے ملا کرتی ہے آپ کے اندر انقلاب برپا کرنے کی ایسی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ ناممکن ہوگا دنیا کی کسی قوم کے لئے کہ وہ آپ کی راہ میں کوئی دیوار کھڑی کر سکے ہر روک کو آپ عبور کر جائیں گے اور دلوں کی فتح آپ کے نام لکھی جائے گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ جلد جلد ہم ناروے کے حالات کو بدلتا ہوا دیکھیں۔ وہ آرزو جو دیر سے، مدتوں سے میرے دل میں چٹکیاں بھرتی ہے کاش ہم یہاں نارویجن قوم کو جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے دیکھیں۔ خدا کرے کہ اس آرزو کے پورا ہونے کے دن قریب تر آ جائیں۔

بقیہ: (سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ ڈنمارک کی مختصر رپورٹ)

ایک نمائندہ نے سوال کیا کہ ہم ڈینش عیسائی اسلام کو کس چیز کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام کی اعلیٰ اقدار کو رواج دینے کے لئے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم اعلیٰ درجہ کی کامل تعلیم ہے اور ہر دور، ہر علاقے اور ہر زمانے کے حالات پر چسپاں ہوتی ہے۔ اسلام ریس ازم کی کلیۃً نفی کرتا ہے۔ آپ اسلام کی عالمی تعلیمات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ عالمیت کی طرف نہیں آتے اور ہر قسم کے تعصبات کو مٹا کر قطعی عدل و انصاف کو نہیں اپناتے حقیقی امن سوسائٹی میں قائم نہیں ہو سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ اگر عالمی اقدار کو قومی اور ذاتی اقدار پر اہمیت دی جائے تو انسانی حقوق کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

ایک رپورٹر نے پوچھا کہ مغربی یورپ میں مسلمانوں کے سب سے بڑے مسائل کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ سب سے بڑا مسئلہ خود مسلمانوں کا پیدا کردہ ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اسلام کی عالمی اقدار کو قتل کر دیا ہے اور وہ بھی اسلام اور خدا کے نام پر۔ اس وجہ سے مسلمان جہاں بھی ہوں وہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اور عیسائی عیسائیت کی مثبت اقدار کو کھو بیٹھے ہیں لیکن منفی اقدار کے حوالہ سے مسلمانوں کی ایسی حرکتوں کو اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اخلاقیات کا خدا پر اور جزا سزا پر ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر اخلاقیات قائم نہیں رہ سکتیں۔

یہ پریس کانفرنس سات بجے تک جاری رہی۔ اگلے روز اخبارات میں اس کی خبر شائع ہوئی۔

پریس کانفرنس کے بعد مسجد میں ڈینش مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب انگریزی زبان میں منعقد ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ کی اس مجلس میں تشریف آوری سے قبل مکرم سوین ہینسن صاحب نے جو ایک نہایت مخلص ڈینش احمدی ہیں مہمانوں کو مختصراً جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا تعارف کروایا۔ حضور ایدہ اللہ کی آمد پر تلاوت قرآن کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک سوال یہ تھا کہ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس دور میں بھی پیغمبر بھیج سکتا ہے۔ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا اصل سوال خدا تعالیٰ کی طرف سے نزول الہام کے بارہ میں ہے۔ الہام الٰہی کبھی بند نہیں ہو سکتا کیونکہ الہام بندوں سے رابطہ کا ایک ذریعہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے قدرے تفصیل سے نزول الہام کے مضمون کی وضاحت فرمائی۔ اسی طرح الہام اور نفسیاتی تجربہ کے درمیان فرق بھی بیان فرمایا اور الہام کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ خدا آج بھی اپنے بندوں سے کلام فرماتا ہے جن میں وہ خلوص اور محبت کے آثار دیکھتا ہے۔ ضمناً نزول الہام کی مختلف صورتوں کا بھی ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ جہاں تک اس وحی و الہام کا تعلق ہے جو بنی نوع انسان کے لئے قانون کے طور پر ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس زمانہ میں لوگوں کی ہدایت کے لئے کوئی نیا قانون بھی نازل ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے مطابق قرآن کریم کی تعلیمات میں عالمیت پائی جاتی ہے جو تمام بنی نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرونے والی ہے اور یہ تعلیم ہر لحاظ سے مکمل ہے اور ہر قسم کے تغیرات و تحریف سے محفوظ ہے اور اس زمانہ کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والی ہے اس لئے اس کی موجودگی میں کسی نئی شریعت یا قانون کے نزول کے ہم قائل نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بھی سوال کیا گیا۔ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر خدا نہیں ہے تو انسان کی پیدائش بے مقصد ٹھہرتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں عملاً وہ اپنی خواہشات کو معبود بنا چکے ہوتے ہیں۔ خدا کی ہستی کو تسلیم کئے بغیر ساری کائنات بے مقصد اور عبث ٹھہرتی ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ تمام مذاہب عالمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان دعووں کی موجودگی میں آپ انسانیت کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دعویٰ کرنا اور بات ہے اور حقیقت اور چیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی واحد عالمی مذہب ہے۔ اس کے سوا کوئی مذہب نہیں ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف زمانوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء اور مامورین کی بعثت کا قائل ہو۔ حضور نے قدرے تفصیل سے اسلام کی عالمی تعلیمات کے ان امتیازات کا ذکر فرمایا جو کسی اور مذہب کو حاصل نہیں اور اس ضمن میں خصوصیت سے آسٹریلیا میں دئے گئے اپنے ایک لیکچر کا حوالہ دیا جو Some Distinctive Features of Islam کے عنوان سے شائع شدہ ہے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر سائل کو اس لیکچر کا ڈینش ترجمہ مہیا کیا گیا۔

ایک دوست نے کہا کہ یہود بھی مسیح کا انتظار کر رہے ہیں، عیسائی بھی مسیح کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں، سنی اور شیعہ بھی امام مہدی و مسیح کے منتظر ہیں تو ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مسیح موعود و امام مہدی ہیں جن کے لوگ منتظر ہیں۔ اس سوال کے جواب میں حضور نے خصوصیت سے چاند اور سورج گرہن کے نشان کا ذکر فرمایا جس کا بائبل میں بھی اشارتاً ذکر ہے اور قرآن مجید نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں اس نشان کو ایسی علامات سے باندھ دیا گیا ہے کہ جنہیں پورا کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ حضور نے اس نشان کا بہت ہی مؤثر رنگ میں ایمان افروز ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح یہ نشان بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں پورا ہوا اور بڑی کثرت سے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنا۔

یہ دلچسپ مجلس سوال و جواب قریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اگلی صبح ۲۹ نومبر کو صبح دس بجے حضور ایدہ اللہ مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن سے مالمو سویڈن کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ راستہ میں فیری کراسنگ کے بعد ساڑھے بارہ بجے بخیر و عافیت بیت الحمد مالمو پہنچے جہاں احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ اسی دوپہر دو بجے حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ خطبہ مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوا۔ اس خطبہ کا خلاصہ الگ شائع کیا جا رہا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

(رپورٹ. ابولبیب)

# جستہ جستہ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ "کامل خوف اور کامل محبت کے ذریعہ جب انسان اپنے ازلی محبوب کے سامنے اپنے قلب کو اصفیٰ اور اطہر بنا کر پیش کر دیتا ہے تو یہ حالت خوارق اور معجزات کے ظہور کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو یقین اور محبت اور اس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں ان ہی کے لئے خوارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھانے کا انہی کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر، اپنے آراموں پر اور اپنے تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔"

(کشتی نوح)

چوہدری اللہ داد صاحب برادر زادہ چوہدری محمد عبداللہ صاحب نمبردار موضع سعداللہ پور کے رہنے والے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اعجازی برکت سے بعض نشانات ظاہر فرمائے اور ان کو احمدیت کی توفیق بخشی۔ وہ میری معیت میں سیدنا حضرت اقدسؑ کے سفر جہلم میں حضورؑ کے ساتھ گئے اور جہلم میں حضورؑ کی ملاقات اور زیارت سے مشرف ہو کر صحابیت کا مقام بھی حاصل کیا۔ وہ مجھ سے بھی بہت محبت اور حسن ظنی رکھتے تھے۔ حضور اقدسؑ کی زیارت کے بعد ان میں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے ایک خاص جذبہ اور جوش اخلاص پایا جاتا تھا۔ دن رات وہ اسی شغل میں لذت اور سرور پاتے تھے اور حضرت اقدسؑ کا نام ہر وقت بلند کرتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ چوہدری صاحب مجھے فرمانے لگے کہ یہ جو دست غیب کا مسئلہ ہے کہ بعض اعمال یا وظائف کے ادا کرنے سے کسی بزرگ کی توجہ اور برکت سے روزانہ کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے یہ کہاں تک درست ہے۔ میں نے جواباً ان کو بتایا کہ بعض مقدس ہستیوں کی دعا و برکت اور توجہ سے اللہ تعالیٰ ایسا فضل بھی فرما دیتا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میرے اخراجات کثیر ہیں اور بوجہ بڑھاپے کے میں جوانی کی طرح محنت اور کام کرکے مالی منفعت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور خود داری اور غیرت کے باعث دست سوال دراز کرنا بھی معیوب خیال کرتا ہوں اس کا کوئی حل ہو جائے تو میری پریشانی کا ازالہ ہو سکے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ دست غیب کا کوئی نمونہ آپ نے اپنے متعلق بھی مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو قبول احمدیت کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء راشدین کی تحریک پر اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے ساتھ میرے رشتہ داروں اور غیروں کا سلوک کس طرح معاندانہ اور مخالفانہ رہا ہے۔ اور اب بھی یہ سلسلہ شدید مخالفت کا چل رہا ہے۔ میرے رشتہ کے متعلق بھی بائیکاٹ کیا گیا۔ اور ہر طرح مجھے ذلیل اور حقیر کرنے کی کوشش اور منصوبے کئے گئے۔ دور و نزدیک سے علماء مکفرین کی امداد سے مجھ پر کفر کے فتوے لگا کر مجھے اپنوں اور بیگانوں کی نگاہ میں رسوا کرنے کے لئے جد و جہد کی گئی۔ لیکن میرے ازلی و ابدی محسن آقا نے محض اپنے لطف و کرم سے اس طوفان مخالفت اور تکفیر میں باوجود میری کم علمی، ناتجربہ کاری اور بے سروسامانی کے میری خاص سرپرستی فرمائی اور میری ہر ضرورت اور حاجت کو اپنے فضل سے پورا فرمایا۔ میری شادی کا انتظام بھی فرمایا، اولاد بھی دی اور اب تک میرا اور میرے اہل و عیال کا متکفل ہے۔ یہ دست کرم اور دست غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

سلسلہ حقہ کی خدمت کی برکت سے اکثر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے نوازتا ہے اور حاجت براری کرتا ہے۔ بعض دفعہ عندالضرورت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اور حضورؑ کے دور سعادت کے بعد آپؑ کے خلفاء عظام کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اور جس طرح بادشاہ اپنے وزراء اور نائبین کی درخواستوں کو دوسروں کی نسبت زیادہ قبول کرتے ہیں اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء راشدین کی دعائیں زیادہ قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہیں اور ہماری حاجت روائی کا باعث بنتی ہیں۔ اور مبلغین جب جوش اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے نائبوں کی نیابت میں خدمت سلسلہ بجا لاتے ہیں تو ان کو بھی نصرت الٰہی سے نوازا جاتا ہے۔ چنانچہ میرے جیسے حقیر خادم کے لئے بھی بارہا اعجازی برکات کے نمونے ظاہر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی فرمائی ہے۔ میرے نزدیک یہی دست غیب ہے.......

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہو سکی۔ سکول والے تقاضا کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔ ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفتر نظارت کی طرف سے مجھے حکم پہنچا کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آ جائیں جب میں دفتر میں جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارا اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟ میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا اور جانے سے رک نہیں سکتا کیونکہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ جب اپنے اہل و عیال کو گھروں میں بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے روانہ ہوتے تھے تو گھر والوں کو یہ بھی خطرہ ہوتا تھا کہ نہ معلوم وہ واپس آتے ہیں یا شہادت کا مرتبہ پا کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو جاتے ہیں اور بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ میں ہم سے اور ہمارے اہل و عیال سے نرم سلوک کیا گیا ہے اور ہمیں قتال اور حرب درپیش نہیں بلکہ زندہ سلامت آنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ پس آپ کو اس نرم سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے۔ اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ "اے میرے محسن خدا تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبد حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔"

میں دعا کرتا ہوا ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے جب آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس کے دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نے وہ روپیہ لے کر انہی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغی سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان خورد و نوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں کیونکہ میرا اب دوبارہ گھر میں واپس جانا مناسب نہیں۔ وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے۔ میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دیدیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوا دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ ۲ تا ۵)

---

برطانیہ میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں تقریبات کا انعقاد

## مانچسٹر میں منعقدہ تقریب

مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۶ء کو ایسی ہی ایک پروقار تقریب کا انتظام مانچسٹر جماعت نے مرکز تبلیغ دارالامان میں ایک سمپوزیم کی صورت میں کیا جس کا موضوع "موت کے بعد انسان کی حالت" رکھا گیا تھا۔ اس موضوع پر خطاب کرنے کے لئے ہندو، عیسائی، بدھ مت اور سکھ مذہب کے نمائندوں کو مدعو کیا گیا۔

اسلام کی نمائندگی میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے شرکت فرمائی۔ مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ مقررین میں Mr. Jeffrey Simm, Mr.David Wiseman, Giani Kultar Singh شامل تھے۔

محترم عطاء المجیب راشد صاحب نے قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں "مرنے کے بعد کی حالت" پر روشنی ڈالی۔ آخر پر مکرم ملک سلیم احمد صاحب، سیکرٹری تعلیم یو۔ کے۔ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تقریب ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔

(رپورٹ. بشیرالدین احمد سامی
نمائندہ الفضل، برطانیہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

---

بقیہ:- مختصرات

کے مطابق ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں پہلے سے دکھائی گئی کلاسز دکھائی گئیں۔ یہ کلاسز علی الترتیب کلاس نمبر ۴۴ اور ۴۵ تھیں۔

### جمعۃ المبارک ۲۹ر نومبر ۱۹۹۶ء.

آج اردو دان احباب کے ساتھ ایک گزشتہ مجلس سوال و جواب دوبارہ دکھائی گئی۔

**تصحیح و اعتذار.** گزشتہ شمارہ میں مختصرات کے کالم میں ہفتہ ۱۶ نومبر تا ۲۲ نومبر کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ پیش کیا گیا۔ مگر غلطی سے تاریخ کے ساتھ مہینہ اکتوبر کا لکھا گیا ہے۔ ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس کی درستی فرمالیں۔

# ہومیوپیتھی کلاس نمبر (۱۰۱)

## کروٹے لیس، کروٹن وغیرہ مختلف ہومیوادویہ کے خواص کا تذکرہ

### مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۸ر اگست ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۸ر اگست ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں مختلف ہومیوادویات کے خواص اور استعمالات کا تذکرہ جاری رکھا۔ حضور نے ایک طالب علم کے خط کے بارہ میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ فاسفورس اگر بہت اونچی طاقت میں دی جائے تو بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ اگر سل اس مقام تک پہنچ چکی ہو کہ پھیپھڑے جواب دے چکے ہوں اور گل سڑ رہے ہوں اس صورت میں سلفر بھی بہت خطرناک ہو سکتی ہے۔ فاسفورس بھی اور سلیشیا بھی لیکن اگر جگر اتنا جواب دے چکا ہو کہ اس کا تقریباً Break Down ہوا اس میں بھی فاسفورس اونچا ایسا ردعمل پیدا کر دے کہ سنبھالا نہ جائے ایسی صورت میں سلفر بھی فاسفورس بھی اور سلیشیا بھی ۳۰ سے شروع کرنی چاہئے۔ بہت چھوٹا بھی نہیں دیتے کیونکہ پوٹینسی میں یہ عجیب بات ہے کہ بہت چھوٹی بھی ویسا ہی رجحان رکھتی ہے جیسا اونچی اور بیچ والی کا رجحان مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً سلیشیا اگر آپ چھوٹی طاقت میں دیں گی تو وہ پس بنانے میں مددگار ہوتا ہے اور بہت اونچی طاقت میں دیں تب بھی بعض دفعہ پس بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ اونچی طاقت جو ہے اس کا فیصلہ اندر سے کہیں ہوتا ہے۔ کیوں ہوتا ہے ہم اس کو نہیں جانتے مگر اکثر حسب حال ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہومیو پوٹینسی کی سٹڈی بھی جاری رہنی چاہئے۔ دوسروں پر Depend کرنے کی بجائے اپنے تجربات میں احتیاط کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف دائروں میں تجربے کریں۔ تجربوں سے آہستہ آہستہ چیزیں پھیلتی ہیں، علم بڑھتا ہے۔

حضور نے فرمایا کروٹے لیس کی جو درد ہے یہ سر کے پیچھے سے لہر کے بعد لہر کی صورت میں اٹھتی ہے۔ ساتھ ہی کمزوری بھی پیدا کرتی ہے۔ کروٹے لیس کی سردرد میں مریض سے سر نہیں اٹھایا جاتا۔ کروٹے لیس کی درد جتنی خطرناک ہے اتنا ہی جلدی کروٹے لیس کی ایک دو خوراکوں سے آرام آ جاتا ہے۔ فوری طور پر دوائی اثر دکھاتی ہے۔ کانوں میں شور کی حساسیت بڑھ جاتی ہے۔ اس میں دائیں طرف سونا بڑا مصیبت ہوتا ہے۔ جو عام طبیعت کے برخلاف ہے کیونکہ عموماً جس طرف دل ہو اس طرف لیٹنے سے بوجھ پڑتا ہے لیکن کروٹے لیس میں الٹی بات ہو جاتی ہے۔

کروٹے لیس میں پھولے ہوئے پیٹ کے مریض بہت دکھائی دیں گے مگر مستقل پھولا ہوا نہیں بلکہ بیماریوں کے درمیان جب پیٹ کی بیماریاں ہوں ان میں پیٹ کا تناؤ اور ہوا کی زیادتی دکھائی دیتی ہے۔ معدے کے السر میں بھی یہ مفید ہے۔ اور بعض ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ انہوں نے صرف کروٹے لیس دی ہے جس کے نتیجے میں معدے کے السر سے کلیۃً شفا ہو گئی۔

انتڑیوں کے اوپر جو اندر کی جھلیوں کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کوئی چکنا سا مواد بنایا ہوا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے انتڑیوں کی تیزی سے مرچوں وغیرہ سے وہ جھلی جو ہے چربلی سی وہ اگر کٹ جائے تو نیچے سے ننگی انتڑی نکل آتی ہے اس سے پھر خون نکلتا ہے۔ اور السر کولائٹس میں یہ ہے جو ہو رہا ہوتا ہے۔

اگر یوٹرس میں کینسر ہو اور خون زیادہ بہتا ہو اور اسی طرح کی Offensive سیاہی مائل بلیڈنگ ہو تو ایسے مریض کا مکمل صحت یاب ہونا کروٹے لیس کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ کچھ عرصہ اگر بیمار رہے مریض تو چہرے سے یوں لگتا ہے جیسے اسے یرقان ہو گیا ہو جبکہ ضروری نہیں کہ وہ یرقان ہو۔ یہ جو اس کا اثر ہے یہ سانپ کے اکثر زہروں میں میں نے دیکھا ہے کہ جلد زرد ہو جاتی ہے۔ اور غالباً سانپوں کے اندر بھی نیچے جو جلد ہے وہ بھی اسی طرح کا رنگ رکھتی ہے۔ سفیدی رنگ کی بھی ہو تو اس میں کچھ زردی پائی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ عمومی سانپ کے مزاج کا اثر ہو کہ چہرے کی جلد جو پیلی چکنی بھی دکھائی دیتی ہے اور لگے گا کہ یرقان ہے لیکن وہ نہیں ہے۔

دل کو بہت کمزور کر دیتے ہیں سانپوں کے زہر۔ اور ان میں ناجا، لیکسز اور کروٹے لیس یہ سارے برابر دل پر اثر ڈالتے ہیں لیکن بعض دل پر ایسا اثر ڈالتے ہیں کہ اس کے اعصابی نظام کو ماؤف کر دیتے ہیں یا ضرورت سے زیادہ متحرک کر دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو خون کے نظام پر حملہ آور ہوتے ہیں جو دل پر اثر انداز ہو جاتا ہے تو یہ کروٹے لیس خون کے نظام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اعصابی نظام سے نہیں۔

کروٹن کے متعلق پہلے آپ کو عمومی بتا دوں کہ موٹی موٹی بیماریوں میں کروٹن کی طرف دھیان جانا چاہئے۔ جو یہ ہیں کہ سب سے پہلے اس کی شکل رسٹاکس سے ملتی جلتی ہو۔ چھالے دار، پانی دار اگزیما، رسٹاکس کی طرح بہت بڑا بڑا تو نہیں لیکن جو اینا کارڈیم کا جو اگزیما ہے اس سے بڑے چھالے اور پانی دار اور خارش کے ساتھ جلن اور پھر دوبارہ اس جگہ کا بھر جانا۔

کروٹن اور رسٹاکس میں ایک فرق ہے کہ رسٹاکس میں جب ایک جگہ سے اگزیما ختم ہو جائے وہاں صحت مند جلد نکل آتی ہے اور دوبارہ وہاں چھالے نہیں بنتے کسی اور جگہ ممکن ہے کہ اگزیما ہو جائے۔ لیکن کروٹن میں اسی جگہ جہاں جلد صحت یاب ہو چکی ہو دوبارہ چھالے نکل آتے ہیں اور بہت ضدی اور چمٹ جانے والا اگزیما بن جاتا ہے۔ رسٹاکس اور کروٹن میں انتڑیوں پر اثر بھی مشترک ہے۔ پرانی پیچش اور اسہال میں کروٹن بہت مفید ہے۔ اس کے اسہال کی ایک خاص پہچان ہے جو اسے رسٹاکس اور دوسری اسہال کی ادویہ سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ کروٹن کے اسہال اچانک بہت زور سے شروع ہوتے ہیں۔ بچوں کو دودھ پیتے ہی اسہال آنے شروع ہو جائیں تو کروٹن ضروری دوا ہے۔ اسی تعلق میں دوسری علامت یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہی اسہال کی حاجت ہو تو کروٹن دوا ہے۔ ارجنٹم نائٹریکم اور بعض اور دواؤں میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ لیکن اچانک زوردار اسہال آئے تو اس کی کروٹن ہی دوا ہے۔ کروٹن کی متلی ایپی کاک سے مشابہ ہے۔ ایپی کاک میں صرف متلی ہوتی ہے قے نہیں آتی۔ اس لئے اسے عموماً سفر کی دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے کہ متلی شروع ہی نہ ہو ورنہ متلی جو الٹی پر منتج ہو اور بار بار ہو اس کی ایپی کاک دوا نہیں ہے۔ کروٹن میں بھی متلی ہوتی ہے لیکن الٹی نہیں آتی مگر فرق یہ ہے کہ اسہال شروع ہو جاتے ہیں یہ کروٹن کی واضح علامت ہے۔ کروٹن میں پیٹ میں ہوا بہت ہوتی ہے اور انتڑیوں سے گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہے۔ لیکن اس میں زیادہ دکھن ہوتی ہے۔ کروٹے لیس میں اندر سے گلا ہوا سارا جسم اور اس میں چھونے سے اتنی دکھن نہیں ہوتی جتنا آرام آتا ہے کیونکہ ہوا وہاں سے منتقل ہو کر کسی اور طرف چلی جاتی ہے تو گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہے تو یہ کروٹن کی پہچان ہے۔ کروٹن میں آنکھوں کی ہر قسم کی تکلیفیں پائی جاتی ہیں۔ آشوب چشم، آنکھوں کی سرخی اور زخم، پپوٹوں پر دانے اور آبلے بن جائیں۔ اور آنکھوں کی سوزش ہو تو کروٹن مفید دوا ہے۔ آنکھ میں اگر پیچھے کی طرف کھنچنے کا احساس ہو اور تناؤ موجود ہو تو کروٹن میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔

کروٹن کی بچوں کے اگزیما کی خصوصاً سر کے اگزیما میں سیپیا سے بہت مشابہت ہے۔ اگر بچے میں کروٹن کی علامتیں پائی جائیں تو پھر کروٹن سے ہی اگزیما ٹھیک ہو گا سیپیا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بچوں کی شیرخوارگی کے زمانے میں سر پر ایک خشک سی تہہ بن جاتی ہے اس میں سیپیا زیادہ مفید ہے۔

---

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہوگا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

---

# کیا آپ بھی موٹے ہیں؟

(آصف علی پرویز - لندن)

جوں جوں خوراک کی فراوانی نسبتاً عام ہو رہی ہے توں توں ایسے افراد کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کہ جن کا وزن بہت زیادہ ہے۔ زائد وزن کی وجہ سے اور خاص طور پر چربی کے بڑھ جانے سے دل کا حملہ ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح خون کی نالیاں بھی تنگ ہونے لگتی ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے۔ آجکل بازار میں وزن کم کرنے والی کئی ادویات ملتی ہیں، اسی طرح سے وزن کم کرنے کے لئے ڈائیٹنگ (Dieting) کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ لیکن ان کا اثر تمام عضلات (Muscles) اور خاص طور پر دل پر بھی پڑ سکتا ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ اس سے دل کے حملہ کے امکانات بڑھ جائیں۔

سپین میں رہنے والے ایک سائنس دان Dr. Maria Alimaney نے خون میں شامل کیمیا کا جائزہ لینا شروع کیا۔ انہوں نے تجربات کے بعد ایک ایسا کیمیائی مادہ ڈھونڈ نکالا ہے جو ایک طرح سے دماغ کو خاص پیغام دیتا ہے جس سے خوراک کھانے کی خواہش کم ہو جاتی ہے۔ انہوں نے مصنوعی طور پر یہ کیمیائی مادہ بعض چوہوں میں داخل کیا۔ تجربات سے یہ پتہ چلا کہ اس سے چوہوں میں موجود چربی کی مقدار کم ہو گئی لیکن ان کے عضلات پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا اور یہ چوہے پوری طرح چاق و چوبند رہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر انسانوں میں بھی یہ کیمیکل ٹیکے کے ذریعے داخل کر دیا جائے تو جسم میں موجود زائد چربی ختم ہو سکتی ہے۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہو گا یا نہیں نتائج سامنے آنے پر ہی علم ہو گا۔ لیکن اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کیا جائے کہ تھوڑی سی بھوک رہتی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لو تو اس کے نتیجہ میں موٹاپا کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ اگر باقاعدہ اور مناسب ورزش بھی کی جائے تو بھی موٹاپے سے بچنے کا سامان ہو سکتا ہے۔

---

## اپنے علم کا فیض دوسروں تک بھی پہنچایئے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہو گا۔

(مدیر)

**Earlsfield Properties**

*Landlords & Landladies*

***Guaranteed rent***

Your properties are urgently required.

**Tel : 0181-265-6000**

# جلسہ اعظم مذاہب ـــ چند حقائق

(پروفیسر میاں محمد افضل)

لاہور میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو جو جلسہ اعظم مذاہب ہوا اور جس میں حضرت بانی سلسلہ کا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے بڑے احسن رنگ میں پیش کیا۔ یہ ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس مضمون میں جلسہ گاہ کے متعلق چند حقائق پیش کئے جا رہے ہیں۔

## جلسہ گاہ

جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر اور مہمانوں کی متوقع تعداد کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک سنٹرل جگہ اور بڑے ہال کا انتخاب کیا گیا۔ یعنی لاہور کے ٹاؤن ہال کو اس مقصد کے لئے منتخب کیا گیا۔ لیکن وہاں جلسہ نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ جگہ موزوں نہ تھی یا ناکافی خیال کی گئی بلکہ "دشمنوں نے ٹاؤن ہال نہ لینے دیا" (۱۔ ص ۱۸)۔ اب کسی اور بڑی جگہ کی تلاش ہوئی تو انجمن حمایت اسلام کے شیرانوالہ گیٹ ہائی سکول (جسے بعض جگہ اسلامیہ کالج کہا گیا مگر آج بھی وہاں پہ ہائی سکول ہی ہے) کی بڑی بلڈنگ کو جلسہ کے لئے موزوں سمجھا گیا۔ "کیونکہ ایسا مکان لاہور میں ملنا مشکل تھا" (۲۔ ص ۲۵۶)۔ اور "اس ضرورت کو اسلامیہ کالج سے بہتر کوئی اور مکان پورا نہ کر سکتا تھا" (۲۔ ص ۱)۔ گویا جب ٹاؤن ہال ملنے میں دشواری پیش آئی تو "اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر انتظام کر دیا" (۱۔ ص ۱۸)۔ بعد میں بعض حلقوں کی طرف سے انجمن حمایت اسلام پر بھی اعتراضات ہوئے، جلسہ کے سلسلہ میں بھی "اس کام کی مخالفت بہت کچھ کی گئی ..... بعض نے اختلاف کیا کہ کیوں انجمن کے مقام پر جلسہ کیا گیا۔ مگر ان لوگوں کے اعتراض لغو ثابت ہوئے" (۲۔ ص ۲۵۶)۔

## جلسہ گاہ کی تفصیل

یہ تاثر کہ جلسہ ایک کھلے میدان میں ہوا یا ایسی جگہ پہ جو دو تین Terraces پہ مشتمل تھی، مبنی بر حقیقت نہیں۔ اگر جلسہ کھلے میدان میں ہی کرنا تھا تو کسی بڑی عمارت کی تلاش کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جلسہ لاہور کے کسی بڑے پارک میں شامیانے یا صرف قناتیں لگا کے (کیونکہ سرد موسم میں شامیانوں کی بھی ضرورت نہ تھی) کیا جا سکتا تھا۔ سب شواہد یہی ملتے ہیں کہ جلسہ سکول کی عمارت میں ہوا۔ اس عمارت اور جلسہ گاہ کی تفصیل یوں ملتی ہے:

"اسلامیہ ہائی سکول اندرون شیرانوالہ دروازہ کی وسیع اور دو منزلہ عمارت، لمبے چوڑے صحن، بڑے بڑے کمروں، ہال کمرہ و گیلریوں کو ملا کر ایک بڑی عظیم الشان عمارت، جو ایک بڑے اجتماع کے لئے کافی اور موزوں تھی" (۱۔ ص ۱۸) غالباً سٹیج عمارت کے ہال میں بنائی گئی تھی۔ ہال بھر گیا تو لوگ ملحقہ کمروں میں بیٹھ گئے جن کے دروازے غالباً ہال میں کھلتے تھے۔ اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے "اور ہوتے ہوتے آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ صحن اور تمام بغلی کمرے اور ہال بھر گیا۔ اوپر کی گیلریوں میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی اور ہجوم اس کثرت سے بڑھا کہ گنجائش نکالنے کو سمٹنا اور سکڑنا پڑا (۱۔ ص ۱۸) اس امر کی تائید میں اخبار "چودھویں صدی" یوں رقمطراز ہے:

> " مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے .... خلقت اس طرح آ آ کر گری جیسے شہد پہ مکھیاں۔ (۳)

کچھ ایسا ہی ذکر رپورٹ میں بھی آتا ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ:

> "اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پر ہو گیا" (۲۔ ص ۷۹)۔

ان اقتباسات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سٹیج ہال کے اندر بنائی گئی تھی۔ ملحقہ کمروں کے دروازے ہال میں کھلتے تھے۔ ہال کی چھت دو منزلہ عمارت تک بلند تھی۔ اس لئے اوپر کی منزل کے کمرے بھی گیلریوں کے ذریعہ ہال میں منسلک تھے۔ ان کمروں اور گیلریوں میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر بھی ہال میں ہونے والی کارروائی دیکھی اور سنی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ ان کمروں کے باوجود جگہ کم پڑ گئی اور ہزاروں کی تعداد کا اس جگہ سمانا ممکن نہ رہا اس لئے لوگ صحن میں بھی بیٹھے تھے اور اوپر درج شدہ عبارت کے مطابق صحن بھی بھر گیا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جلسہ گاہ مشتمل تھی: ایک ہال، دونوں منزلوں کے مختلف کمرہ جات، گیلریوں اور صحن سکول پر۔ تو یہ تھی جلسہ گاہ لیکن اس سکول/کالج کے کچھ کمرے مہمانوں کے آرام کے لئے بھی مختص کر دئے گئے تھے۔ یہ وہ کمرے تھے جو ہال سے ملحقہ نہیں بلکہ قدرے ہٹ کر تھے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ مختلف مذاہب کے لوگ جلسہ کے درمیانی وقفہ میں اپنے حلقہ احباب میں بیٹھ سکیں۔ اس لئے مختلف مذاہب کے لوگوں کے لئے مختلف کمرے مختص کئے گئے تھے۔ اس ضمن میں جلسہ اعظم مذاہب کی رپورٹ میں یوں ذکر آتا ہے:

> "احباب تکان کو دور کرنے کے لئے ریفرشمنٹ کمروں میں چلے گئے جو مختلف مذاہب کے لئے اسلامیہ کالج کے مختلف کمروں میں بلحاظ ملت و قومیت تجویز کئے گئے تھے (۲۔ ص ۳۰)۔

گویا کہ جلسہ کے انتظامات میں حاضرین کی سہولت کا بھی پورا پورا خیال رکھا گیا تھا۔

## حاضرین کے بیٹھنے کے انتظامات

بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا۔ لیکن ان کی تعداد حاضرین کی تعداد کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے فرشی نشست کا بھی انتظام کیا گیا۔ پہلے روز کے انتظامات، جلسہ میں حاضرین کی بھرپور شرکت کی وجہ سے، ناکافی قرار دئے گئے۔ اس لئے دوسرے روز یعنی ۲۷ دسمبر کو (جس روز حضور کا لیکچر بھی تھا) "زمین پر فرشی نشست کو وسعت دینے کے علاوہ کئی درجن کرسیاں اور نیز میزیں بچھوائی گئیں (۲۔ ص ۵۵)۔ دوسری جگہ اس کے متعلق یوں ذکر آتا ہے "اگرچہ کرسیاں، میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کئے گئے تھے لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا کچھ نہ بن پڑا۔ برابر پانچ، چار گھنٹے اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس تحریک سے ہمدردی تھی (۲۔ ص ۷۹)۔ گویا کرسیوں کا انتظام بھی کیا گیا تھا (جس میں حضور کی تقریر کے روز کئی درجن مزید کرسیاں شامل کی گئیں) اور فرشی نشست کا بھی یعنی دریاں بچھائی گئیں۔ لیکن ان سب اضافی انتظامات کے باوجود حضور کے لیکچر کے روز اضافی شدہ انتظامات بھی ناکافی ثابت ہوئے اور لوگوں کو کھڑا ہونا پڑا۔ اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ سمٹنے سمٹانے کے باوجود (جس کا ذکر حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی کی تحریر میں اوپر آ چکا ہے) جگہ اتنی کم پڑ گئی کہ دو پاؤں بھی رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ اس لئے اکثر ایک ٹانگ پر کھڑے رہے۔ ان کھڑے ہوئے سامعین میں "بڑے بڑے رؤساء، عمایدِ پنجاب، علماء، فضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے (۲۔ ص ۷۹)۔ ہم تصور کر سکتے ہیں کہ ہال کی دیواروں کے ساتھ ساتھ مختلف کمروں میں لوگ دریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جنہیں یہ سہولت بھی حاصل نہیں ہو سکی۔ اور وہ کھڑے ہو کر مسلسل چار گھنٹے تک بڑی توجہ اور انہماک سے حضور کا لیکچر سن رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا نظارہ ہے جو شاذ و نادر ہی کسی ایسے اجتماع میں نظر آ سکتا ہے جو ایک مذہب کے لوگوں کا نہیں، جو ایک سیاسی پارٹی کا نہیں، جو معتقدین کا نہیں بلکہ مختلف الخیال لوگوں کا اجتماع ہے اور جہاں کوئی کام و دہن کی تواضع کا بھی اہتمام نہیں۔ بلکہ تواضع کی جا رہی ہے تو محض ایک لیکچر سے۔ یہی ایک امر اس لیکچر کی کامیابی کا کتنا بڑا ثبوت ہے۔

## حاضرین کی تعداد

یہ ایک بہت بڑا اجتماع تھا جو یقیناً ایک کامیاب جلسہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ حاضرین کی کل تعداد کے متعلق مختلف روایات ہیں جو درج ذیل ہیں:

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یوں ذکر آتا ہے، "ہزاروں کے اس اجتماع پر کیف و سرور کا وہ عالم طاری کیا کہ فلک نے آج تک زمین ہند میں یہ منظر نہ دیکھا تھا" (۴۔ ص ۲۱۶)۔ بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "ہزاروں انسانوں کا یہ مجمع اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا" (۱۔ ص ۱۹)۔ رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب میں بھی کچھ ایسا ہی ذکر ہے۔ یہی کیفیت ۲۹ دسمبر کے حضور کے لیکچر کے وقت بھی تھی۔ اس روز چونکہ حضورؑ کا لیکچر مقررہ وقت میں مکمل نہیں ہو رہا تھا اس لئے سامعین نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وقت بڑھایا جائے۔ اس ضمن میں رپورٹ میں درج ہے کہ "پریذیڈنٹ ایگزیکٹو کمیٹی نے نہایت خوشی سے ایزادی وقت کی اجازت دے کر ہزارہا دلوں کو خوش کیا" (۲۔ ص ۲۱۱)۔ گویا ان اقتباسات سے ابھی تک تو یہ نتیجہ نکلا کہ ۲۷ دسمبر اور ۲۹ دسمبر کے اجلاسوں میں (جن میں حضورؑ کا لیکچر ہوا) ہزارہا لوگ جلسہ میں شامل تھے۔ لیکن ان اقتباسات سے تعداد کا تعین واضح طور پر نہیں ہوتا۔ اس لئے مزید تلاش کی ضرورت ہے۔ دوسری جگہوں پہ کچھ مزید وضاحتیں ملتی ہیں۔ اس جلسہ کا موازنہ شکاگو کے پارلیمنٹ آف ریلیجن کے اس قسم کے جلسہ سے کیا گیا ہے۔ پہلے روز کے متعلق یہ نتیجہ نکالا گیا کہ "یہ جلسہ اگرچہ اس شان کا نہیں مگر ہے اسی قسم کا" (۲۔ ص ۲)۔ یعنی پہلے روز قدرے کم تعداد میں لوگ شامل ہوئے لیکن دوسرے روز یقیناً حاضرین کی تعداد بڑھ گئی۔ اس کا ذکر رپورٹ میں یوں کیا گیا ہے۔ "آج اور کل (یعنی ۲۶، ۲۷ دسمبر) کے اجلاس اپنی شان و شوکت اور کثرت ہجوم میں شکاگو کے پارلیمنٹ آف ریلیجن سے کسی حیثیت میں کم نہ تھا" (۲۔ ص ۸۰)۔ پھر ذکر آتا ہے "شکاگو یعنی امریکہ میں اس قسم کا ایک بھاری جلسہ ہوا ..... اور کس شائستگی سے اتنا بڑا جلسہ ہوا جس میں پانچ ہزار آدمی شامل تھے" (۲۔ ص ۱، ۲)۔ گویا کہ کثرت ہجوم کی وضاحت امریکہ کے جلسہ (جس میں پانچ ہزار سامعین تھے) سے موازنہ کے نتیجہ میں یوں ہوئی کہ جلسہ اعظم مذاہب میں بھی، جو اس سے کسی حیثیت میں کم نہ تھا، کم از کم پانچ ہزار سامعین شامل ہوئے۔ اور یہ وضاحت اس جملہ سے بھی ہوتی ہے کہ "اگرچہ شکاگو کا جلسہ بڑا بھاری جلسہ تھا۔ مگر یہ بھی کم نہیں" (۲۔ ص ۵)

ان سب اقتباسات سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پہلے جو ہزاروں کا ذکر آتا ہے وہ اب کسی حد تک متعین ہو گیا، یعنی یہ تعداد پانچ ہزار تک بتائی گئی۔ تعداد کے متعلق مزید تعین اور وضاحت اس جملہ میں ملتی ہے "اس وقت (یعنی حضور کے لیکچر کے وقت۔ ناقل) کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا" (۲۔ ص ۷۹)۔ اور یہی بات دہرائی گئی ہے ان الفاظ میں "بعض دن تو تعداد حاضرین سات آٹھ ہزار تک تھی (۲۔ ص ۱)۔ ان سب وضاحتوں کو مدنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے دونوں لیکچروں کے روز سامعین کی تعداد کم از کم پانچ ہزار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ ہزار تھی۔ اتنی بڑی تعداد کا جلسہ میں شمولیت کرنا اس لئے بھی حیرت انگیز ہے (اور جلسہ کی کامیابی کا ثبوت) کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس وقت


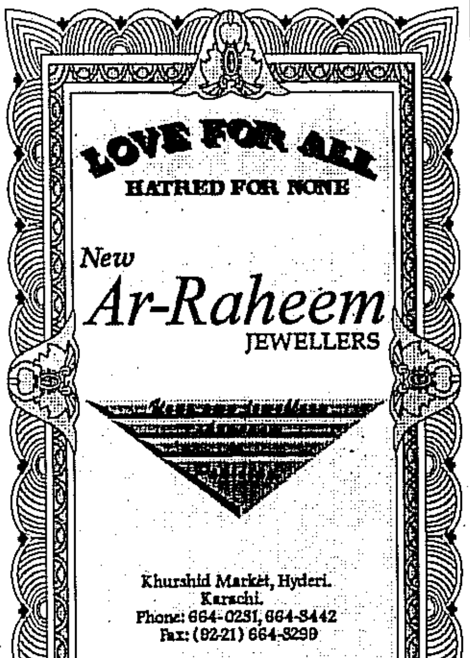

لاہور کی آبادی محض ایک لاکھ اور چند سو تھی۔ اس میں بمشکل چالیس ہزار بالغ مرد ہونگے۔ اور اگر اس تعداد کا ۲۰ فیصد جلسہ میں شمولیت کرتا ہے تو یہ جلسہ کی کامیابی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

## صدران جلسہ

پہلے روز یعنی ۲۶ دسمبر کو "تجویز دادہ موڈریٹر صاحبان میں سے خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب اور حکیم نورالدین صاحب صدارت کی سٹیج پر متمکن ہوئے ..... سردار دیال سنگھ صاحب کی جگہ سردار جواہر سنگھ صاحب، سیکرٹری کالج کمیٹی موڈریٹر قرار دئے گئے (۲۔ صـ ۱)۔ "سردار صاحب" (جواہر سنگھ صاحب) کے بیٹھ جانے پر خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب اپنی کرسی سے اٹھے۔ حسب قرار داد کمیٹی آپ آج کے دن کے لئے موڈریٹروں میں سے پریذیڈنٹ جلسہ قرار پائے تھے۔ (۲۔ صـ ۸) گویا پہلے دن صدر جلسہ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب تھے۔

**۲۷ دسمبر۔** "ماسٹر درگا پرشاد صاحب کی خاص تحریک اور باقی ممبروں کے بالاتفاق تائید سے آج کے دن کی صدارت کے لئے مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی، موڈریٹر صاحبان میں سے انتخاب کئے گئے ..... آج ہماری کارروائی کے لئے حکیم نورالدین صاحب پریذیڈنٹ مقرر ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں اور جن کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کیسے عالم، فاضل اور دین دار ہیں" (۲۔ صـ ۵۶، ۵۵)۔

**۲۸ دسمبر۔** "اصل میں آج کے اجلاس کے پریذیڈنٹ جناب رائے بہادر رادھا کشن کول صاحب پلیڈر، سابق گورنر جموں تھے۔ لیکن وہ آج تشریف نہیں لا سکے اس لئے ان کا کام نہایت مہربانی سے شیخ صاحب (خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب) نے قبول فرمایا" (۲۔ صـ ۱۴۱)۔

**۲۹ دسمبر۔** اگزیکٹو کمیٹی نے اپنی معمولی کارروائی کر کے سردار جواہر سنگھ صاحب کو موڈریٹروں میں سے آج کے دن کے پریذیڈنٹ تجویز کیا" (۲۔ صـ ۱۷۱)۔ اگرچہ سردار صاحب اس دن کے لئے صدر جلسہ مقرر ہوئے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ درمیان میں کہیں اور تشریف لے گئے۔ اس لئے جب بعد نماز ظہر منشی امام الدین تقریر کر رہے تھے تو ان کے عقائد کے متعلق وضاحت حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کو کرنی پڑی جو اس وقت صدر کی نشست پر تشریف رکھتے تھے۔ رپورٹ میں درج ہے "بعض حصہ تقریر سے (یعنی امام الدین صاحب کی تقریر سے) بعض مسلمانوں نے گیلری میں شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہ سمجھا جائے..... لیکن جناب حکیم صاحب (پریذیڈنٹ) نے فی الفور اس شور کو بند کر کے کہا کہ منشی صاحب نے رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا ہے..... حکیم صاحب نے ذیل کے پرحکمت الفاظ فرما کر شور کو سرد کر دیا" (۲۔ صـ ۲۴۵)۔ جلسہ کے دوران صدارت کی ایک اور تبدیلی ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق "مسٹر بیچی صاحب کے بعد خان بہادر خدا بخش صاحب جج کھڑے ہوئے جنہیں حکیم صاحب (موڈریٹر) صدارت کا انچارج کر کے نماز عصر کو چلے گئے تھے۔ کیونکہ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب ابھی تک واپس نہ آئے تھے" (۲۔ صـ ۲۵۳)۔ گویا شروع میں سردار جواہر سنگھ صاحب صدر جلسہ تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ تشریف لے گئے تو حکیم مولانا نورالدین صاحب نے صدارت سنبھالی اور جب وہ نماز کے لئے تشریف لے گئے تو خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب کرسی صدارت پر وقتی طور پر بیٹھے لیکن آخری تقریر تک سردار جواہر سنگھ صاحب تشریف لا چکے تھے اس لئے "سادھو صاحب کے بیٹھنے پر جناب سردار صاحب (پریذیڈنٹ) نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ جس قدر تقریریں مختلف مذاہب کی طرف سے ہونی تھیں وہ ہو چکیں۔ یہ جلسہ آج ختم ہو چکا" (۲۔ صـ ۲۵۵)۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب اور ایک موڈریٹر نے تقریر کی اور سردار صاحب اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا لیکن جلسہ سے اختتامی خطاب حضرت مولانا نورالدینؓ نے ہی کیا۔ سردار صاحب نے کہا "اب میں حضرت حکیم صاحب سے ملتجی ہوں کہ حسب قرارداد کمیٹی فارمل طور پر اختتام جلسہ کریں" (۲۔ صـ ۲۵۷)۔ گویا پہلے اور تیسرے روز خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب صدر جلسہ ہوئے۔ دوسرے روز حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب اور چوتھے روز سردار جواہر سنگھ صاحب۔ لیکن جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی غیر حاضری میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے ہی صدارت کے فرائض انجام دئے۔ اور پھر کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق فارمل اختتامی تقریر بھی حضرت مولانا نورالدین صاحب نے ہی کی۔ گویا اس جلسہ میں رواداری اور کمال باہمی عزت و احترام کا مظاہرہ نظر آیا۔ ایک ہندو ماسٹر درگا پرشاد صاحب خاص طور پر تحریک کر رہے ہیں کہ اس دن کے جلسہ کی صدارت ایک معزز مسلمان حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب فرمائیں۔ اور چار دنوں میں سے فقط تھوڑے وقت کے لئے ایک غیر مسلم کرسی صدارت پر تشریف رکھتے ہیں اور پھر اختتامی تقریر بھی حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے ہی فرمائی۔ کیا رواداری ہے۔ کتنا باہمی احترام ۔ جسے آج کے "تہذیب یافتہ" لوگ ترس رہے ہیں۔ ایک ہندو سوامی کی کوششوں سے ترتیب دیا ہوا جلسہ مگر کسی بھی ہندو کو صدر جلسہ نہیں بنایا گیا (رادھا کشن کول صاحب کا نام ایک بار تجویز کیا گیا مگر وہ حاضر نہ ہو سکے)۔ پھر شروع میں ایک لمبی نظم پیش کرنے کی سعادت بھی حضرت میر ناصر نواب صاحب کو حاصل ہوئی۔ سو اس لحاظ سے بھی اس جلسہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے جھنڈے گاڑے گئے۔ مگر عزت و افتخار کی مسند پر بیٹھنے والے مسلمانوں میں کوئی مولوی محمد حسین بٹالوی یا ثناء اللہ امرتسری شامل نہیں تھا۔

## ایک موازنہ

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے جب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر کے لئے ۲۷ کو بھی اضافی وقت دیا گیا اور پھر سامعین کے اصرار پر ۲۹ دسمبر تک جلسہ کی کارروائی بڑھا دی گئی تو انہیں بھی جوش آیا اور انہوں نے مزید وقت مانگ لیا۔ اب دیکھئے انہیں کتنی پذیرائی ملی اور حضورؑ کو کتنی۔ مولوی محمد حسین صاحب کی ۲۶ دسمبر کی تقریر اتنی ناکام ہوئی کہ ان کی دوسری تقریر میں دلچسپی کی کچھ یہ کیفیت ہوئی کہ لوگ دس بجے تک بھی بہت قلیل تعداد میں جلسہ گاہ میں پہنچے۔ رپورٹ کے مطابق "آج لوگ بہت ہی کم آئے۔ اس لئے ٹھیک وقت پر تقریر شروع نہ ہو سکی" (۲۔ صـ ۱۶۱)۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر میں دلچسپی کی کیفیت ملاحظہ کیجئے۔ اجلاس کا وقت ۲۹ دسمبر کو ۱۰ بجے کی بجائے ۳۰۔ ۹ بجے کر دیا گیا۔ "لیکن دسمبر کے ساڑھے نو بجے حاضرین کا جمع ہونا دشوار تھا .... (لیکن) ابھی نو نہ بجنے پائے تھے کہ عام طور پر معمولی رونق اور ہجوم شائقین شروع ہو گیا" (۲۔ صـ ۱۷۱) اور پھر ۲۷ دسمبر کے جلسہ کی کیفیت ملاحظہ کیجئے "لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پر ہو گیا .......

اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی سے اجازت دی کہ جب تک مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ..... یہ مضمون قریباً چار گھنٹے میں ختم ہوا اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا" (۲۔ صـ ۷۹، ۸۰)۔ کتنا فرق ہے ایک حقیقی عالم اور نقلی عالم کی تقاریر میں۔ کیا علمیت تھی حضورؑ کے مضمون میں اور کتنی کشش، کیا جادو تھا، کیا سحر تھا کہ لوگ ایک ٹانگ پر کھڑے ہیں اور چار گھنٹے تک کھڑے ہیں۔ شوق اتنا کہ دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا اور دوسرے روز سخت سردی میں علی الصبح ہی پہنچ رہے ہیں۔ یقیناً آپ کا مضمون بالا رہا۔


**حوالہ جات:**

۱۔ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی بحوالہ انصاراللہ جون ۱۹۹۶ء۔

۲۔ رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔

۳۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۱۔


**بقیہ: ۔ خلاصہ خطبہ جمعہ**

حضور انور نے قرآنی آیات کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے حاصل کردہ تمام باتیں نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ مختلف پیرایہ میں مومنوں کو سکھائیں۔ حجتہ الوداع کے موقعہ پر آنحضرتؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا میں نے خدا کا پیغام تم لوگوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے یا نہیں۔ تو سب نے گواہی دی کہ ہاں آپؐ نے ایسا ہی کیا ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آنحضرتؐ سے یہ راز پایا اور خوب کھول کھول کر باتیں سمجھائی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں لمبے عرصہ سے خطبات میں اخلاق حسنہ کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جب تک گھروں میں اخلاق حسنہ کے پاک نمونے جاری نہ ہوں اس وقت تک یہ دعویٰ کہ ہم دنیا کو تبدیل کر دیں گے محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے۔ اس دور کا انقلاب اخلاق حسنہ سے وابستہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کریں تو آپ خود چمکنے لگیں گے۔ غربت میں خدا ترسی، غربت میں خدا کے اخلاق کو اپنانا اس کی صفات کو اپنی ذات میں جاری کرنا یہ ایک طاقت ہے جو جماعت کو نصیب ہے اور ہو رہی ہے۔ جتنا یہ اخلاق حسنہ کی طاقت اونچی ہوگی اتنا ہی جماعت کو رفعت اور بلندی عطا ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ آج ہم نے سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کی حفاظت کرنی ہے، سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کو اپنا کر اس طاقتور ہتھیار کے ذریعہ دنیا پر غالب آنا ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی قومیں بھی اس ہتھیار سے خالی ہیں۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ اخلاق حسنہ ہوتے کیا ہیں۔ تہذیب کے نتیجہ میں جو اخلاق دکھائی دیتے ہیں وہ سطحی ہوتے ہیں۔ خدا پر ایمان کے بغیر بھی دنیا طحی ہلکے پھلکے سے اخلاق ضرور نظر آتے ہیں لیکن جب بھی ان کے نفسی مفادات سے ان کا ٹکراؤ ہو تو ان کے اخلاق پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک ہی وجود ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا کہ "انک لعلیٰ خلق عظیم" یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ۔ آپ نے اخلاق کی بلند سے بلند چوٹی بھی سر کر لی اور اس پر آپ فائز ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ ساری قوت اور ہمت تبدیلی اخلاق میں صرف کرو۔ اصل بہادر وہی ہے جو تبدیلی اخلاق پر مقدرت پاوے۔

حضور نے فرمایا اپنے اخلاق کو آپ ایسا بلند کریں کہ بدخلق لوگ جو اپنے بیوی بچوں سے بدخلقی سے پیش آتے ہیں وہ آپ کے ماحول میں اجنبی دکھائی دینے لگیں۔ اور ان سے اس طرح کھلے بانہوں سلوک نہ کریں جس سے یہ ظاہر ہو کہ گویا آپ نے انہیں پناہ دے رکھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کا فرض ہے کہ بداخلاقی کے شہر سے ہجرت کر جائیں اور اخلاق مصطفوی کی طرف روانہ ہوں تو یقین رکھیں کہ آپ میں سے ہر ایک کی یہ ہجرت اپنے پیچھے ایک فوج در فوج لوگوں کو کھینچ لائے گی۔ خدا کرے کہ آپ کو یہ توفیق نصیب ہو۔


**Continental Fashions**

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6;
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

محترم راجی بصیرو صاحب آف بینن ۱۹۱۵ء میں زمیندار گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے ساتھ بڑی محنت سے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ زمینداری کے علاوہ تجارت کا پیشہ بھی اپنایا۔ ۶۷ء میں نائیجیریا سے ایک تبلیغی وفد بینن پہنچا جسکے ذریعہ سے آپ نے بینن کا پہلا احمدی بننے کی سعادت حاصل کی۔ ۷۴ء میں آپ نے ذاتی طور پر زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اور مسجد تعمیر کروائی جو جماعت احمدیہ بینن کی پہلی مسجد تھی۔ بقیہ عمر میں آپ نے مزید ۳ مساجد کے لئے زمین خریدی اور ناریل کا ایک ایکڑ سے زائد رقبہ کا اپنا باغ جماعت کو دے دیا۔ مساجد کی تعمیر کا ایسا شوق تھا کہ اس مقصد کیلئے وقار عمل کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔ آپ کی کار ہمیشہ جماعتی کاموں کے لئے وقف رہتی تھی۔ چندہ جات کی ادائیگی اور مہمان نوازی کا جوش تھا۔ کئی غرباء اور یتیموں کو اپنے خرچ پر تعلیم دلوائی۔ خلفاء سلسلہ سے ملاقات کے لئے غانا، آئیوریکوسٹ، نائیجیریا اور لندن کے سفر کئے۔ تبلیغ کا جنون تھا اور ہمیشہ وعدہ سے بڑھ کر روحانی پھل پیش کرنے کی توفیق پایا کرتے۔ اپنے خرچ پر کتب خرید کر تحفہ دیتے اور پمفلٹ طبع کرواکے تقسیم کرتے۔ ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ جنوری ۱۹۹۴ء میں آپکی وفات ہوئی تو جنازہ میں شہر کے رؤسا، تجار اور مذہبی علماء نے شرکت کی۔

محترم راجی بصیرو صاحب کا ذکر خیر محترم صفدر نذیر گولیکی صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۷ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔

— ★ ★ ★ —

قرآن اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا کیونکہ اول الذکر خدا کا قول اور مؤخرالذکر خدا کا فعل ہے۔ "خالد" ستمبر ۹۶ء میں محترم سلیم شاہجہانپوری صاحب کے مضمون میں دور جدید میں ہونے والی سائنسی ایجادات اور دیگر عالمی نظریات کو قرآن کریم کی تعلیمات اور پیشگوئیوں کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

— ★ ★ ★ —

اسی شمارہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیراہتمام دوسری آل پاکستان صنعتی نمائش کی رپورٹ (مرتبہ محترم سلطان مبشر صاحب) شائع ہوئی ہے۔ نمائش میں ۲۴ اضلاع کے ۱۱۷ خدام کی تیارکردہ ۴۳۸ اشیاء کو قریباً ۹۰۰۰ افراد نے دیکھا۔

— ★ ★ ★ —

حضرت مسیح موعودؑ کے خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ لنگر خانہ کے منتظم حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ بھیروی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لنگر خانہ کی ضروریات کیلئے رقم کی درخواست کی۔ حضورؑ نے فرمایا "اس وقت تو میرے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ جس خدا کے مہمان ہیں وہ خود انتظام فرمائے گا"۔ اس پر حضرت میاں صاحبؓ واپس چلے آئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک شخص حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک گٹھڑی پیش کی۔ جسے گھر کے اندر جاکر حضورؑ نے کھولا تو کافی روپیہ اس میں تھا۔ آپؑ نے باہر تشریف لاکر اس شخص کو بلوانے اور پتہ لگانے کی کوشش کی، مگر وہ نہ ملا۔ تب حضورؑ نے میاں نجم الدین صاحبؓ کو بلواکر سب روپے انہیں دیدیئے۔

حضرت حافظ حامد علی صاحب کی بعض روایات محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اپنے والد حضرت شیخ محمد دین صاحبؓ کی ڈائری کے حوالہ سے روزنامہ "الفضل" ۲۱ ستمبر میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت حافظ صاحبؓ کی ہی روایت ہے کہ حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ مہمانوں کو کھانا کھلانے کے بعد سالن اور روٹیاں اٹھاکر مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک وغیرہ جگہوں پر عشاء کے بعد چلے جاتے اور آواز دیتے کہ کسی نے روٹی کھانی ہو تو مجھ سے لے لو۔ ان کا یہی معمول اپنی ساری ملازمت کے دوران رہا۔

— ★ ★ ★ —

روزنامہ "الفضل" ۲۲ ستمبر کی ایک خبر کے مطابق ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز کا پہلا کنونشن ۶ ستمبر ۹۶ء کو ربوہ میں منعقد ہوا۔ ایسوسی ایشن کے سرپرست محترم مرزا غلام قادر صاحب ہیں۔

— ★ ★ ★ —

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ۱۸۴۵ء یا ۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد محترم خواجہ ناصر امیر، خواجہ میر دردؒ کے گدی نشین تھے۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپکے والد صاحب وفات پاگئے اور دو سال بعد غدر میں آپکے سارے کنبہ کو دلی سے نکلنا پڑا۔ آپکی والدہ نے گھر سے صرف قرآن کریم اٹھایا اور آپکے ایک ماموں نے جو پانی پت میں ڈپٹی کلکٹر تھے آپ سب کو اپنے پاس بلا لیا۔ اڑھائی سال بعد واپس دلی آگئے۔ والدہ نے تعلیم کی خاطر آپکو ضلع گورداسپور بھجوایا جہاں جاکر آپ اہلحدیث ہوگئے اور انگریزی پڑھنے سے انکار کردیا۔ جب واپس دلی آئے تو آپکی شادی سادات خاندان میں کردی گئی۔ آپ نے اپنی کتاب "حیات ناصر" میں اپنی زوجہ محترمہ کی بہت تعریف کی ہے۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد آپکی والدہ نے بیکاری کی وجہ سے آپکو اپنے بھائی کے پاس لاہور بھیج دیا جہاں آپ ایک سال کی تعلیم پاکر امرتسر میں اوورسیر ہوگئے۔ شادی کے تین سال بعد آپکے ہاں بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام "نصرت جہاں" رکھا۔ انہی دنوں آپکو اپنی خاندانی جائیداد بھی واپس مل گئی۔ پھر آپکے ہاں پانچ بچے پیدا ہوئے لیکن سب فوت ہوگئے۔ ۱۸۸۱ء میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی پیدائش ہوئی اور اس کے بعد کچھ عرصہ آپکا قیام اپنی زوجہ محترمہ کے علاج کے سلسلہ میں قادیان میں رہا۔ اس دوران آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو جو اکثر ایک کوٹھڑی میں کھڑکی کے پاس قرآن شریف پڑھا کرتے تھے بہت گہری نظر سے دیکھا اور انہیں بہت متقی اور نیک پایا۔ ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے لئے حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ صاحبہ کی شادی کی تحریک کی جو قبول کرلی گئی۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے بعد آپکے ہاں پانچ بچے مزید پیدا ہوئے لیکن سب فوت ہوگئے۔ پھر ۱۸۹۰ء میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ پیدا ہوئے۔ اس عرصہ کے دوران حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مختلف مقامات پر بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ ۱۸۸۹ء میں جب پہلی بیعت ہوئی تو آپ نے نہ صرف بیعت نہ کی بلکہ قادیان آنا ہی ترک کردیا۔ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد دعوتی خطوط موصول ہوئے تو آپ قادیان تشریف لائے اور بیعت کی سعادت پائی۔ پھر جلد ہی آپؓ پنشن لیکر قادیان آبسے۔ آپؓ فرماتے ہیں "بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہوکر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں مشغول ہوگیا۔ گویا میں انکا پرائیویٹ سیکرٹری تھا، خدمتگار تھا، مالی تھا، زمین کا مختار تھا، معاملہ وصول کیا کرتا تھا۔ ابتداء میں جب حضرت صاحبؑ باہر جاتے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا۔" حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے مکمل طور پر خود کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں وقف کردیا۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا آغاز ہوا تو آپؓ ناظم مدرسہ مقرر ہوئے۔ کئی تعمیراتی کاموں کی نگرانی کی آپکو توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپؓ خدمت خلق میں مصروف ہوگئے۔ مسجد نور کی تعمیر کروائی، دارالضعفاء تعمیر کروایا اور وہاں ایک کنواں اور مسجد بنوائی، نور ہسپتال تعمیر کروایا۔ مسجد اقصیٰ میں خطبہ کے لئے منبر بنوایا۔ احمدیہ بازار کا فرش پختہ کروایا۔ نیز غریب پروری کے کئی کام کئے۔ افسر بہشتی مقبرہ بھی رہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں آپؓ نے ایک بڑی رقم سلسلہ کے کاموں کے لئے حضورؓ کی خدمت میں پیش کی۔ ۱۹ دسمبر ۲۴ء کو ۷۹ سال کی عمر میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے وفات پائی۔ آپؓ ہمیشہ حلال اور طیب رزق کے لئے کوشاں اور مشتبہ رزق سے مجتنب رہے۔ حق کہنے میں کبھی نہیں جھجکے اور خدمت دین کے کسی بھی کام کیلئے کبھی عار نہ محسوس کی۔ حضرت میر صاحبؓ کی سیرت پر ایک تفصیلی مضمون محترمہ صاحبزادی طیبہ صدیقہ بیگم صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۳ ستمبر کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

# مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

## شعوری طاقت سے چلنے والے ہوائی جہاز

آج کل پائیلٹ ایک ایسے انقلابی سسٹم پر تجربات کر رہے ہیں جو آخر کار انہیں اس قابل بنا دے گا کہ وہ محض اپنی شعوری طاقت (MIND POWER) کے بل پر ہوائی جہاز چلایا کریں گے۔ کسی گیئر یا سوئچ کو ہاتھ نہیں لگانا پڑے گا۔

امریکہ کے ایک فوجی ہوائی اڈے پر اس ایجاد پر تجربات ہو رہے ہیں جس کے نتیجہ میں پائیلٹ بغیر ہاتھ ہلائے جہاز کو زمین سے بلند کر سکے گا، اڑا سکے گا اور زمین پر اتار سکے گا۔

ڈاکٹر اینڈریو جنکر (Dr. Andrew Junker) جو الیکٹریکل انجنئر ہونے کے ساتھ انسانی اعصاب کے ماہر (NEURO-PHYSIOLOGIST) بھی ہیں، گزشتہ پچیس سال سے ایک ایسے منصوبہ پر کام کر رہے ہیں جس کا مقصد ایسی مشینیں ایجاد کرنا ہے جو محض سوچنے کی طاقت سے کام کیا کریں گی۔ یعنی انسان کی توجہ ہی مشین کو چلانے کے لئے کافی ہوگی، ہاتھ پاؤں نہیں ہلانا پڑے گا۔ اس آلہ کا نام (CYBERLINKS INTERFACE) ہے۔ ایک سر کی پٹی (Head Band) انسانی سوچ کو اس آلہ میں منتقل کرے گی جو ریموٹ کنٹرول کی طرز پر مشین کو چلائے گا۔ اس کا پہلا تجربہ ورجن آئی لینڈز (Virgin Islands) کے نزدیک ایک کشتی کو چلانے کے لئے کامیابی کے ساتھ کیا جاچکا ہے۔

مذکورہ بالا تجربات امریکہ میں OHIO کے ایک فوجی ہوائی اڈے پر کئے جا رہے ہیں۔ وہاں ایک مصنوعی نظام (SIMULATOR) پر تجربات سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ جیٹ ہوائی جہاز بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے محض ذہنی قوت سے بھی چلائے جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر جنکر کا کہنا ہے کہ دس بیس سال میں حقیقت کی دنیا میں بھی ہوائی جہاز خیالی و شعوری طاقت کی مدد سے چلائے جا سکیں گے۔

چونکہ اس امر کا امکان ہے کہ پائیلٹ ہر وقت اپنی توجہ جہاز پر نہیں رکھ سکے گا اور ادھر ادھر کے خیالات بھی اس کے ذہن میں پیدا ہوں گے لہٰذا اس طرح کے آوارہ خیالات کو جہاز کی مشینوں پر منتقل ہونے سے بچانے کے لئے ایک فلٹر بھی لگا ہوگا اور اگر کہیں پائیلٹ کو اونگھ آ جائے اور آلہ محسوس کرے کہ اس کو چلانے والی طاقت کمزور یا ڈھیلی پڑ گئی ہے تو ایک مددگار خودکار نظام جہاز کنٹرول سنبھال لے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسافروں کو ایسے جہاز پر سفر کرنے کے لئے آمادہ کیا جاسکے گا جس کا چلانے والا اونگھ یا نیند کا شکار ہو سکتا ہو۔

جب اس طرح کا آلہ ایجاد ہو جائے گا تو وہ کاروں، ٹرینوں، کارخانوں، گھروں اور ہسپتالوں وغیرہ میں بھی استعمال ہو سکے گا۔

سوچنے کی بات ہے کہ وہ خدا جس نے انسان کو ایسی شعوری طاقت عطا کی ہے جس سے جہاز اڑائے اور کنٹرول کئے جا سکتے ہیں کیا وہ خود اپنے ارادہ کی قوت سے محض ایک "کن" کہنے سے کارخانہ عالم میں تیرنے والے کھربوں کھرب ستاروں کو وجود میں لانے اور اڑائے رکھنے پر قادر نہیں ہوگا اور پھر اس قدیر و حکیم خدا کو نہ تو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ کیا ان مادہ پرستوں کے لئے اب بھی یہ سوچنے کا وقت نہیں آیا کہ اس عالم کون و مکاں کا ایک خالق ہے جو حی و قیوم ہے۔


ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل

کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

# Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

## 09/12/1996 - 18/12/1996

### 27 RAJAB
### Monday 9th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Quiz Waqfeen -e-Nau Sheikhupura (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around the Globe- Documentary on Jamia Ahmadiyya Rabwah
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 8.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Quiz Waqfeen -e-Nau Sheikupura (R)
07.00 Dars-ul-Quran (9 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.45 Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Programme - Children's Class-Atfal and Nasirat Bandung (25.8.96)
14.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 9.12.96
15.00 MTA Sports - Table Tennis Rabwah Vs Karachi
16.30 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Yassarnal-Quran
19.00 German Programme : 1) Begegnung Mit Hazur 2) Mach Mit (Basteln)
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00 Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 9.12.96 (R)
23.00 Learning Norwegian
23.55 *Credits and Details for Next Shift*

### 28 RAJAB
### Tuesday 10th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Yassarnal-Quran (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA Sports - Table Tennis Rabwah Vs Karachi
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
04.30 Various Programme
05.00 Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 9.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00 Pushto Programme - Friday Sermon by HadhratKhalifatul Masih IV (15.9.95)
08.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45 Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning French
13.00 From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Islamabad, Tilford, U.K. (11.8.89)
14.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 10.12.96
15.00 Medical Matters : " Jaundice"
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00 German Programme : 1) Kinder Lernen Namaz 2) Büchereche 3) Eure Briefe
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30 Bait Bazi - Rabwah Vs Sargodha
22.00 Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 10.12.96 (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 29 RAJAB
### Wednesday 11th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters : " Jaundice "
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
04.30 Hikayat-e-Shereen (R).
05.00 Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 10.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00 Russian Programme
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat
08.45 Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme :Bangla Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Arabic
13.00 African Programme -
14.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (11.12.96)
15.00 Durr-i-Sameen - Part 20
16.00 Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00 French Programme
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00 German Programme : 1) Islamische Presseschau 2) LQ.
20.00 Urdu Class (N)
21.00 M.T.A. Life Style- Al Maidah - "Seekh Kabab and Salad"
22.00 Natural Cure -Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.12.96 (R)
23.00 Learning Arabic
23.30 Arabic Programme: Qaseedah/Nazm
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 1 SHA'ABAN
### Thursday 12th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Durr-i-Sameen - Part 20 (R)
02.30 Various Programme
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Arabic (R)
04.30 Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00 Sindhi Programme -
08.00 MTA Lifestyle- Al Maidah "Seekh Kabab and Salad "(R)
08.45 Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV- 12.12.96
15.00 Quiz Programme - "History of Ahmadiyyat"
15.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 15 (13.4.94) ( Part 2)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Bosnian Programme - Ijtema , Bosnian Ahmadiyya Muslim Jamat , Munchen.
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00 German Programme 1) Ihre Fragen 2) Büchereche 3) MTA Varieté
20.00 Urdu Class (N)
21.00 M.T.A. Entertainment - Bazm-e-Moshaira : An Evening With Obaid Ullah Aleem, Hamburg, Germany (1994)
22.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.12.96 (R)
23.00 Learning Dutch
23.30 Various Programme
23.55 *Credits and details for Next Shift*

### 2 SHA'ABAN
### Friday 13th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Programme - "History of Ahmadiyyat"
02.30 Huzur's Reply To Allegations- Session 15 (13.4.94) (Part 2 ) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
04.30 Various Programme
05.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.12.96(R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00 Pushto Programme- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (22.9.95)
08.00 M.T.A Entertainment - Bazm-e-Moshaira: An Evening With Obaid Ullah Aleem, Hamburg ,Germany (1994) (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 13.12.96
14.15 Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 13.12.96
15.15 MTA Variety - Quiz Lajna - Mandi Baha Uddin Vs Qasoor Vs Wah Cantt Vs Shahtaj
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Swahili Programme
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00 German Programme - 1) Ihre Fragen - Question & Answer with H. Hübsch 2) Willkommen in Deutschland (Das Schatzhaus Kuwait)
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30 Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends (R)
23.00 Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 13.12.96 (R)
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 3 SHA'ABAN
### Saturday 14th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA Variety - Quiz Lajna - Mandi Baha Uddin Vs Qasoor Vs Wah Cantt Vs Shahtaj (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 MTA Variety
05.00 Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00 Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 13.12.96 (R)
08.00 Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45 Liqaa Ma'al Arab
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Mahmood Hall , London , U.K.(27.12.85)
14.30 Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 14.12.96
15.30 Meet Our Friends - Interview : Hazel Mc Callion
16.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00 Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner- Children's Workshop No. 6
19.00 German Programme: 1) Der Diskussionkries 2) Kinder Sendung mit Ameer Sahib
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30 A Page from the History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq Sahib
22.00 Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 14.12.96 (R)
23.00 Learning Chinese
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 4 SHA'ABAN
### Sunday 15th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Children's Workshop No. 6 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Meet Our Friends - Interview : Hazel Mc Callion (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
04.30 Hikayat-e-Shereen
05.00 Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 14.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Children's Workshop No. 6 (R)
07.00 Siraiki Programme : Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (5.7.96)
08.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45 Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50 Urdu Class (R)
10.50 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Mahmood Hall, London (24.11.96)
14.30 Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 15.12.96
15.30 Around The Globe : "Ahmadiyyat in Ghana"
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Albanian Programme - Hyrje Ne Islam - Introduction of Islam ( Part 4)
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Quiz Waqfeen -e-Nau on Khilafat -e-Ahmadiyya
19.00 German Programme: 1) Rush Rush I 2) Zeit Zum Diskutieren
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Various Program
21.30 Dars-ul-Quran (10 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (1995)
23.00 Various Program
23.30 Learning Chinese
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 5 SHA'ABAN
### Monday 16th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner- Quiz Waqfeen-e-Nau Khilafat -e-Ahmadiyya
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Around The Globe:"Ahmadiyyat in Ghana" (R)
03.00 Urdu Class
04.00 Learning Chinese
05.00 Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 15.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Quiz Waqfeen-e-Nau on Khilafat -e-Ahmadiyya
07.00 Dars-ul-Quran (10 Ramadhan ) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.45 Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50 Urdu Class (R)
11.00 Bangla Programme -
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Programme
14.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.12.96
15.00 M.T.A. Sports - Badminton - Rabwah Vs Sargodha
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Turkish Programme-
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (N)
19.00 German Programme : 1) Begegnung mit Huzoor Meeting with Huzoor 2) Mach Mit
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30 M.T.A. Variety
22.00 Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.12.96 (R)
23.00 Learning Norwegian
23.30 Various Programme
23.55 *Credits and Details for Next Shift*

### 6 SHA'ABAN
### Tuesday 17th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 M.T.A. Sports - Badminton -Rabwah Vs Sargodha (R)
03.30 Urdu Class (R)
04.30 Learning Norwegian
05.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -16.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details For Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00 Pushto Programme Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (29.9.96)
08.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45 Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50 Urdu Class (R)
11.00 Bangla Programme
11.55 *Credits and Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning French
13.00 From The Archives - Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV Islamabad,Tilford , UK - 18.8.89
14.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 17.12.96
15.00 Medical Matters - "Importance of Laboratory Tests"
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Norwegian Programme -
17.55 *Credits and Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Yassarnal-Quran
19.00 German Programme -1) Kinder Lernen Namaz 2) Büchereche 3) Eure Briefe
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30 MTA Variety
22.00 Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 17.12.96 (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

### 7 SHA'ABAN
### Wednesday 18th December 1996

00.00 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Yassarnal-Quran(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Medical Matters - "Importance of Laboratory Tests" (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French (R)
04.30 Hikayat-e-Shereen (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 17.12.96 (R)
05.55 *Credits and Details for Next Shift*
06.00 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00 Russian Programme
08.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
08.45 Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50 Urdu Class (R)
11.00 Bangla Programme :Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.55 *Credits And Details For Next Shift*
12.00 Tilawat, Hadith, News
12.30 Learning Arabic
13.00 African Programme
14.00 Natural Cure -Homoeopathic Lesson with Hadhrat Khalifatul Masih IV -18.12.96
15.00 Durr-i-Sameen - Part 21
15.30 Various Programme
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 French Programme
17.55 *Credits And Details For Next Shift*
18.00 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (N)
19.00 German Programme: 1) Islamische Presseschau 2) LQ.
20.00 Urdu Class (N)
21.00 M.T.A Life Style - Al Maidah "Mooli Kay Parathay and Besani Rooti "
22.00 Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih - 18.12.96 (R)
23.00 Learning Arabic (R)
23.30 Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
23.55 *Credits and Details For Next Shift*

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, December 13, 1996 No. 50

# حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

## ایک عجیب و غریب شاہکار

مغل بادشاہ نورالدین جہانگیر کی خود نوشت سوانح "تزک جہانگیری" کا ایک ورق۔ جہانگیر لکھتا ہے:

"شاہی ملازمین میں سے ایک ملازم نے ایک عجیب و غریب تصویر بنائی۔ پستے کے چھلکے کے اوپر چار خانے بناکر ہاتھی دانت سے چار مجلسیں بنائیں۔ پہلی مجلس میں دو پہلوانوں کو کشتی لڑتے دکھایا ہے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر ہے۔ تیسرا آدمی اپنے ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ایک لکڑی، کمان اور چند برتن رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری مجلس میں ایک تخت بنا تھا جس پر ایک امیر آدمی اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھے تکیہ پشت سے لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے اردگرد پانچ ملازم کھڑے تھے اور قریب ہی ایک درخت تھا جس کی شاخ اس تخت پر سایہ ڈال رہی تھی۔ تیسری مجلس میں بازی گروں کی ایک محفل دکھائی ہے جس میں ایک لکڑی کے ساتھ تین رسیاں بندھی ہیں اور ایک بازی گر اپنا سیدھا پاؤں الٹے ہاتھ سے سر کے پیچھے پکڑے ہوئے ایک پاؤں سے کھڑا ہے اس لکڑی کے اوپر ایک بکری کھڑی ہے۔ پاس ہی ایک آدمی گلے میں ڈھول لٹکائے بجا رہا ہے۔ ایک دوسرا آدمی اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اس بازی گر کو جو رسی پر کھڑا غور سے دیکھ رہا ہے۔ ان کے قریب پانچ آدمی اور بھی کھڑے ہیں جن میں سے ایک کے ہاتھ میں لکڑی ہے۔ چوتھی مجلس میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اور ایک آدمی ان کے قدموں پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے۔ ایک عمر رسیدہ آدمی ان سے محو گفتگو ہے اور قریب ہی چار اور آدمی بھی کھڑے ہیں چونکہ ایسا عجیب و غریب شاہکار میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے اس ملازم کی فن کاری کے صلے میں میں نے اسے انعام و اکرام دے کر اس کی تنخواہ میں مزید اضافہ کر دیا۔" ("تزک جہانگیری" صفحہ نمبر ۱۲۶۔ مترجم مولوی احمد علی صاحب رامپوری ناشر سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور ۱۹۹۱ء)

## ایک امریکی خاتون کا انعامی جواب

عرصہ ہوا امریکہ کے ایک مشہور اخبار نے اشتہار دیا کہ "جو عورت خاوند کے قابو رکھنے کی سب سے بہتر تدبیر بتائے گی اسے دو ہزار سینٹ (بیس ڈالر) انعام دیا جائے گا۔" کوئی ڈیڑھ سو عورتوں نے خط لکھے ان میں سب سے بہتر جو جواب سمجھا گیا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"جہاں محبت ہے وہاں قابو میں رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اور جہاں محبت نہیں وہاں دنیا کی ساری تدبیریں بےکار ہیں۔ مرد اپنے گھر میں راحت چاہتا ہے اور پیاری بیوی خوب جانتی ہے کہ یہ عیش اسے کیوں کر حاصل ہو سکتا ہے۔ مکر و حیلے سے نہیں بلکہ خلوص اور سچائی سے اور ایسی ترکیبوں سے جسے عورت ہی خوب سمجھتی ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ وہ اپنی ذرا ذرا سی تکلیفیں اس سے بیان کرے بلکہ وہ خود بخود انہیں دریافت کر لے گا اور بخوشی اس میں ساتھ دے گا۔ اسے لونڈی بن کر نہیں رہنا چاہئے اور نہ کوئی سچا مرد اسے پسند کرے گا بلکہ سچی بیوی بن کر رہے، اس کی خوشی میں شریک ہو، اس کی ترقی سے فخر و مسرت ہو، دکھ درد میں ساتھی رہے، اور وہ محبت بھری صحبت اور دل کا چین مہیا کرے جس کے لئے مرد کو بیوی کی تلاش تھی۔

جب باہم کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اگر وہ سچ پر ہے تو اس پر قائم رہے، جب جھگڑا رفع دفع ہو جائے گا تو خاوند اس کی پہلے سے زیادہ عزت کرے گا۔

میاں بیوی، بچے نہیں ہیں کہ وہ مکر و حیلے اور دم دلاسے سے اس رشتے کو قائم رکھیں۔ شرم ہے اس عورت کے لئے جو محض مرد کو قابو میں رکھنے کے لئے بنتی سنورتی اور بناؤ سنگار کرتی ہے۔ خلوص اور سچائی سب سے بڑی چیز ہے اور جو عورت اپنے مرد کو قابو میں رکھنا چاہتی ہے اسے چاہئے کہ پہلے محبت پیدا کرے۔"

(مقدمات عبدالحق صفحہ ۲۱۷ - ۲۲۳، مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی پروفیسر اسکول آف اورینٹیل اینڈ افریقن اسٹڈیز یونیورسٹی آف لندن۔ ناشر اردو مرکز لاہور۔ ۱۹۶۴ء)

## ایک فرزند احمدیت کا عظیم کارنامہ

۱۹۶۵ء کی جنگ ہندو پاک کے دوران سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیرالدین احمد نے بےنظیر جانبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کرکے حب الوطنی کی ایک شاندار مثال قائم کر دکھائی۔ پاکستان کے ایک فاضل و ادیب جناب خالد محمود صاحب اس احمدی سپوت کے عظیم الشان کارنامہ شجاعت و بسالت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہنس مکھ سکواڈرن لیڈر منیر کی جان ہوابازی میں تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے ۴ ستمبر کو چھمب کے محاذ پر حصہ لیا۔ دشمن کی کئی گاڑیاں اور ٹینک تباہ کئے۔ ۱۰ ستمبر کو فیروزپور کے ۲۰ میل جنوب مشرق میں دشمن کے ایک ناٹ طیارے کو مار گرایا۔ بھارتی فضائیہ نے امرتسر میں ایک طاقتور راڈار سٹیشن نصب کر رکھا تھا۔ اسے تباہ کرنا بہت ضروری تھا۔ اسے چند روز پہلے زبردست نقصان پہنچایا گیا تھا لیکن دشمن نے اسے پھر ٹھیک کرا لیا تھا۔ ۱۱ ستمبر کو ونگ کمانڈر شمیم کی قیادت میں تین طیارے امرتسر بھیجے گئے ان میں منیر بھی شامل تھے۔ وہ اس سے پہلے تمام حملوں میں بھی موجود رہے تھے لیکن اس دن انہوں نے جان پر کھیل کر یہ تنتا ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا عزم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اسی مشن میں شہادت پائی لیکن دشمن کا یہ راڈار سٹیشن ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا تھا۔ منیر کی پرواز کا مشن پورا ہو گیا تھا۔" (رن کچھ سے چونڈہ تک مولفہ خالد محمود صفحہ ۲۱۴۔ ناشر مقبول اکیڈمی چوک انارکلی لاہور۔ اشاعت ۱۹۸۳ء)

# برطانیہ میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں تقریبات کا انعقاد

## لوٹن میں منعقدہ تقریب

سال ۱۹۹۶ء کو عالمگیر جماعت احمدیہ، اسلامی اصول کی فلاسفی کے سال کے طور پر ساری دنیا میں منا رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ لوٹن اور کیمبرج کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۹ نومبر کو پبلک ہال میں ایک پروقار جلسہ منعقد کرنے کی توفیق دی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد اسلم صاحب جاوید، سیکرٹری تحریکات یو۔ کے۔ نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم ظفر اقبال شاہ صاحب جنرل سیکرٹری لوٹن جماعت نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب، سیکرٹری تربیت یو۔ کے۔ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے اور احمدیت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نام ہے جس کا آغاز آج سے ۱۰۷ سال قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قادیان کی گمنام بستی سے کیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ روحانی تحریک دنیا کے ۱۵۰ ممالک میں نہایت مستعدی سے غلبہ اسلام کے لئے کام کر رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

جلسہ کی دوسری تقریر خاکسار کی تھی اور موضوع تھا "اسلامی اصول کی فلاسفی کا تعارف"۔ کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ سال ۱۹۹۶ء کو عالمگیر جماعت احمدیہ اسلامی اصول کی فلاسفی کے سال کے طور پر ساری دنیا میں منا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج سے سو سال قبل ۱۸۹۶ء میں ہی بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام، مسیح موعود و مہدی مسعود نے اس کتاب کو ایک عظیم الشان مذہبی کانفرنس کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ یہ کانفرنس "جلسہ اعظم مذاہب" کے نام سے ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو لاہور میں منعقد ہوئی اور اس کے کنوینر ایک ممتاز ہندو لیڈر تھے اور اس مذہبی کانفرنس کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔ کیونکہ اس کانفرنس کے منتظمین نے اسلام، ہندومت، عیسائیت، سکھ مت اور آزاد خیال لوگوں سمیت سب مذاہب کے نمائندوں کو اس غرض کے لئے دعوت دی تھی کہ اپنی اپنی مذہبی کتاب کے مطابق دئے گئے پانچ بنیادی سوالات کے جوابات دیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ کون سا مذہب سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر جو کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا تمام حاضرین کی اجتماعی اور متفقہ رائے کے مطابق سب سے اعلیٰ و افضل قرار دیا گیا۔ جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ ۲۹ تاریخ کا دن صرف اور صرف آپ کی تقریر کو آخر تک سننے کے لئے بڑھایا گیا۔ جس کا حاضرین نے پرزور مطالبہ کیا تھا۔ احمدیت کی سچائی کا نشان اس طرح پورا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد سے پانچ روز قبل اللہ تعالیٰ سے الہاماً خبر پاکر بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے عین مطابق سب اخبارات نے اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون بالا رہا۔

ایک اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ نے ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں تو یہاں تک لکھا کہ "اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت اور ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب سے بالا رہا" الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار کی تقریر کے بعد محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے اپنی صدارتی تقریر میں اسلام، احمدیت نیز اسلامی اصول کی فلاسفی کے تعارف پر مزید روشنی ڈالی اور حاضرین کو تلقین فرمائی کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں جس کے نتیجہ میں آپ کو اسلام اور قرآن کریم کا ایک نیا عرفان حاصل ہوگا۔ علاوہ ازیں آپ نے اعلان فرمایا کہ جلسہ کے اختتام پر مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ بطور تحفہ پیش کیا جائے گا۔ مکرم امام صاحب کی تقریر کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے گئے۔

اس موقع پر مکرم عبدالرحمان صاحب آف صومالیہ نے نہایت ایمان افروز رنگ میں بتایا کہ کس طرح انہیں محض کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا نیا عرفان حاصل ہوا اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔

بعد ازاں اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب سعید نہایت ایمان افروز ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ (رپورٹ: نسیم احمد باجوہ، مبلغ سلسلہ مڈلینڈز)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد